SENATE OF PAKISTAN

Wednesday, February 26, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank building), Islamabad, at quarter past six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ①
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ②
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ط قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ
ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَ
يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥

ترجمہ: شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت) کی گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس

SENATE OF PAKISTAN

Wednesday, February 26, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank building), Islamabad, at quarter past six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى الۡاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ①
يَعۡلَمُ مَا يَلِجُ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا يَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعۡرُجُ فِيۡهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيۡمُ الۡغَفُوۡرُ ②
وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَاۡتِيۡنَا السَّاعَةُ ؕ قُلۡ بَلٰى وَرَبِّىۡ لَتَاۡتِيَنَّكُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَيۡبِ ۚ لَا يَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ
ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرُ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ③ لِّيَجۡزِىَ
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ④ وَالَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓئِكَ
لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ هُوَ الۡحَقَّ ۙ وَ
يَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ⑥

ترجمہ: شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت) کی گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس

سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ اس لئے جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے۔ یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہو۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی کہ ہمیں ہرادیں ان کے لئے سخت درد دینے والے عذاب کی سزا ہے۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور (خدائے) غالب (اور) سزاوار تعریف کا رستہ بتاتا ہے۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سوالات، جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: سوال نمبر ۱۵۳۔

PRIVATE CLINICS OF SPECIALIST DOCTORS

153. *Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pelased to state :

(a) whether it is a fact that all the specialist doctors have their own private clinic/hospital;

(b) whether it is also a fact that the specialist instead of examining the poor patients referred to them themselves hand them over to the apprentice junior doctors posted with them for house jobs ;

(c) if so, the measures being taken by the Government to ensure prompt treatment of all Government officials upto BPS-18 by the specialists concerned ;

(d) whether it is further a fact that, instead of providing the prescribed medicines to the patients the M.S./D.M.S. provide ineffective substitutes for these medicines ; and

(e) if the reply to (a) to (d) above be in the affirmative, the steps proposed to be taken by the Government to provide the requisite medicines to the needy patients?

Mr. Shah Muhammad Pasha Khuro (Answered by Begum Afsar Riza Qizilbash): (a) Yes. Most of the specialists have private clinics.

(b) No. It is not a fact.

(c) The medical officers act as general duty medical officers treating minor ailments and refer all serious cases to the specialists irrespective of grades and status.

(d) No. It is not a fact patients are prescribed medicines as per hospital formulary.

(e) There is no proposal to change the present system of treating the patients as it is time assayed and working effectively.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیاوزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ.................

معززاراکین: وزیر محترمہ................(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں ان کی پرواہ نہ کریں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیاوزیر محترمہ یہ بیان فرمائیں گی کہ یہ جو نجی کلینک میں ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور وہ سپیشلسٹ ہیں اور ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں اس لئے کہ وہ مریضوں کو چیک کریں۔ تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ وہ مریضوں کو پھر اپنے نجی کلینک میں آنے کیلئے کہتے ہیں اور وہاں پر نسخے تجویز کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین: محترمہ وزیر صاحبہ

Begum Afsar Riza Qizilbash : Mr. Chairman, Sir, with your permission, I would like to tell the honourable Member or rather the honourable Senator that a specialist medical doctor is allowed to run a private clinic at his residence in lieu of non-practising allownace amounting to Rs. 700 p.m. and as such most of the specialists have clinics at their residence and do not claim any non-practising allowance. These clinics are run after their duty hours, Sir. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: کیا کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ Specialist ڈاکٹروں کو معقول تنخواہیں دی جائیں اور نجی کلینکوں سے اس قوم کو نجات مل سکے؟

جناب چیئرمین: محترمہ وزیر صاحبہ۔

Begum Afsar Riza Qizilbash: Mr. Chairman, Sir, I would like to tell the honourable Senator that the specialists who are not getting Rs. 700/- as extra are the ones who have clinics in the evening. But the ones who want to just practice and do not want to private clinic they have an option for doing so later on.

Mr. Chairman: The question was whether the Government is considering any alternative proposal where under this practice no private practice can be given up or done away with ?

Begum Afsar Riza Qizilbash: Sir, I think, its working is quite well as such, there are no proposals but they can be considered.

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: سوال نمبر ۱۵۴۔

NUMBER OF BEDS IN HOSPITALS OF THE COUNTRY

154. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to State:

(a) the total number of beds in the hospitals established in each of the four provinces of the country from 1st January, 1983 to 31st December, 1985; and

(b) the average number of hospital beds per thousand population, province-wise, during the said period?

Mr. Shah Muhammad Pasha Khuro (Answered by Begum Afsar Riza Qizilbash): (a) Total number of beds/Province-wise are: -

Punjab :		
	1983	24190
	1984	24843
	1985	25843
Sind :		
	1983	16405
	1984	16833
	1985	17547
Baluchistan :		
	1983	2650
	1984	2812
	1985	2916
N.W.F.P. :		
	1983	8916
	1984	9115
	1985	9596

(b) The average number of hospital beds per thousand per province during this period is as follows :

Punjab	2035 Population per bed.
Sind	1184 Population per bed.
N.W.F.P	1584 Population per bed.
Baluchistan	1751 Population per bed.

جناب چیئرمین: جواب کافی لمبا ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ فگرز بھی بہت ہیں، ضمنی سوالات پوچھ لیجئے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا وزیر محترمہ یہ بیان فرمائیں گی کہ ان میں آفیسرز وارڈز بھی ہیں اور اگر ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے؟

Mr. Chairman : Are there any special beds reserved for officers ? I think this is the question, or, are there any special officer wards ? if so, how many beds are there in those wards, if you have the information ?

Begum Afsar Riza Qizilbash : Actually, they are taken on emergency. So, I don't think, there is any reservation as such.

Mr. Chairman : Right.

Prof. Khurshid Ahmad : I think, the answer perhaps is not correct.

Mr. Chairman : Perhaps, she doesn't have this information.

میر نبی بخش زہری: سر، بہتر ہے فریش نوٹس دے دیں،

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: آپ کب سے وزیر صحت بن گئے؟ سر، گزارش یہ ہے اگر وزیر محترمہ فرمائیں تو میں فریش نوٹس دے دوں گا، میں ان کے بیان سے مطمئن نہیں ہوں؟

جناب چیئرمین: اگر انفارمیشن نہیں ہے اور آپ کو چاہئے، تو یہی ایک طریقہ ہے اور تو کوئی نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میرا خیال ہے انہوں نے صحیح ارشاد نہیں فرمایا اگر یہ کہیں تو میں فریش نوٹس دینے کو تیار ہوں، اگر یہ کہیں، لب کشائی بھی تو کریں۔

Begum Afsar Riza Qizilbash: Well, Mr. Chairman, Sir. I have given my answer. But if the honourable member wants further information he is always welcome to give fresh notice. There is no harm in doing so. Thank you.

Mr. Chairman : Fresh notice.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا ان وارڈوں میں airconditioned وارڈ بھی ہیں، اگر ہیں تو کتنے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ تو ذرا زیادتی کی بات ہے۔ سوال آپ بیڈز beds کا پوچھتے ہیں، air-condition کا کیا ------- (مداخلت)

Begum Afsar Riza Qizilbash : Fresh notice is required, Sir.

Mr. Chairman : Fresh notice.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا ان میں غریب طبقے کے لئے جو labour ہے۔ ان کے لئے کوئی مخصوص وارڈ ہیں جس طرح آفیسرز وارڈ ہیں؟

Begum Afsar Riza Qizilbash : As I have told the honourable Member earlier that it is done really on emergency basis, they do not look at the poor or rich but whoever is in need gets the treatment first. It is mostly on first come first serve basis, Sir.

جناب چیئرمین: شکریہ ، اگلا سوال ، جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پہلے سوال سے میں مطمئن نہیں ہوں، ویسے آپ نے فرمادیا تو میں کہہ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تین سے زیادہ ضمنی سوال ہو گئے تو اس لئے میں نے عرض کیا۔ اگلا سوال ، جناب عبدالرحیم میرداد خیل: سوال نمبر ۱۵۵

X-RAY PLANT FACILITIES FOR FEDERAL GOVERNMENT EMPLOYEES IN N.W.F.P.

155. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel :** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state :

(a) whether the facilities of X-ray plant in the laboratories of medical centres are available to the Federal Government employees working in the N.W.F.P. ; and

(b) if so, the amount spent on this head from the 1st January, 1983 to 31st December, 1985 ?

Mr. Shah Muhammad Pasha Khuro (Answered by Begum Afsar Riza Qizilbash): (a) Yes, X-ray plant and laboratories facilities are available at Civil Surgeon Dispensary, Peshawar for Federal Government employees in N.W.F.P.

(b) the amounts spent on X-ray Laboratories are as follows:—

1982-83	Rs. 12176
1983-84	Rs. 16905
1984-85	Rs. 14130

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ضمنی سوال جناب۔ کیا ان ہسپتالوں کے نام معلوم کریں گی کہ کن کن اضلاع میں ہیں؟

Begum Afsar Riza Qizilbash : The Federal Government has established civil surgeon dispensaries at all provincial headquarters to provide facilities to the employees of the Federal Government. These dispensaries are as follows :—

"Civil surgeon dispensary, Karachi, Lahore, Quetta and Peshawar". The Federal Government has also established two civil surgeon dispensaries one at Islamabad and another at Rawalpindi to facilitate the Federal Government servants who are concentrated at these places.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اس میں شہری علاقوں کے لئے کتنی ہیں اور دیہی علاقوں کے لئے کتنی تعداد ہے؟

Begum Afsar Riza Qizilbash : It is mostly in the big cities as I have already said, *i.e.*, Karachi, Lahore, Quetta, Peshawar and Islamabad.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ۸۰ فیصد آبادی تو دیہات میں ہے تو دیہاتوں کو آپ نے کیا سہولت دی ہے؟

جناب چیئرمین: دیہات کے متعلق سوال پوچھیں تو اس کا جواب دیں گی، اگر شہروں کے متعلق پوچھیں گے تو شہروں کے متعلق جواب دیں گی۔ یہ تو آپ کے سوال پر منحصر ہے کہ آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

Begum Afsar Riza Qizilbash : Sir, the question was regarding the Federal Government.

Mr. Chairman: Right. Next question. Mian Amir Haider Qureshi.

SUGAR RATES

156. ***Mian Amir Haider Qureshi :** Will the Minister for Food and Agriculture be pleased to state :

(a) whether it is a fact that sugar is selling in the market at Rs. 10 per kilo as against Rs. 7 per kilo last year ;

(b) whether it is also a fact that mill-owners purchase sugarcane at Rs. 9 per maund ;

(c) whether the high prices of fertilizers, diesel and tractors have adversely affected sugarcane growers economy ; and

(d) if so, whether there is any proposal to increase the sugarcane price to improve financial position of the growers: if so, when?

Kazi Abdul Majiḍ Abid: (a) No. Since December, 1985 the actual retail price ranges from Rs. 8.75 to Rs. 9.50 in various markets. Last year at the corresponding time (December, 1984—February, 1985) the retail prices were in a range of Rs. 7.50 to Rs. 8.25 in the same markets.

(b) The support price of sugarcane in current year (1985-86) for:

NWFP	8.75 per maund.
Punjab	9.00 per maund.
Sind	9.15 per maund.

(c) The price of the sugarcane to be paid to the growers is determined keeping in view the cost of production which takes into account all such factors to ensure a fair return to the growers.

(d) The Cabinet has already approved an increase of Rs. 2 per maund in the existing sugarcane price for the crushing season 1986-87.

میاں امیر حیدر قریشی : کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ جون میں قیمت آٹھ یا نو روپے تھی، چونکہ اس سال گنے کی قیمت بہت کم ہے، اس لئے زمینداروں نے گنا کاشت کرنا کم کر دیا

یہ چودہ، پندرہ روپے فی من خرید تے رہے ہے اور جو مل والے ہیں وہ out of zone ہیں۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : سوال کیا ہے آپ کا؟

جناب میاں امیر حیدر قریشی : میرا سوال یہ ہے جناب کہ گنے کی قیمت جو دو روپے بڑھائی ہے وہ بہت تھوڑی ہے، یہ مل اونرز کا خیال رکھا گیا ہے زمینداروں کا خیال نہیں رکھا گیا ہے، لہذا میری گزارش ہے کہ کم از کم اسکی قیمت چودہ روپے فی من ہونی چاہئے۔

جناب سرتاج عزیز : حکومت کو چینی کی قیمت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے تاکہ گنے کی قیمت اس حد تک نہ بڑھے کہ ملک میں صارفین کو چینی کی قیمت زیادہ ادا کرنی پڑے۔ اس وقت یہ صحیح ہے کہ چینی کی قیمت ۶٫۸۰ سے بڑھ کر ۸٫۰۰ روپے ہو گئی تھی، یعنی جب retail قیمت نو روپے کے قریب تھی تو ex-mill قیمت قریباً ۸ روپے کچھ پیسے تھی تو اس لئے جو زیادہ ہوئی حکومت نے آدھا حصہ اس کا کاشتکاروں کو دیا، اور آدھا مل والوں کو۔ اس طریقے سے یہ ایک اس حساب سے ایک سال کے اندر اندر قریباً ۲۰ فیصد کا اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ جو quality premium ہے وہ بھی گیارہ پیسے سے چودہ پیسے کر دیا گیا ہے۔ تو امید ہے کہ اس کا اگلے سال گنے کی فصل پہ اچھا اثر پڑے گا۔

میاں امیر حیدر قریشی : ضمنی سوال جناب۔ میرے خیال میں اگر ساڑھے آٹھ روپے قیمت ہو تو حساب لگالیں اب بھی گنے کی قیمت چودہ روپے بنتی ہے۔

جناب سرتاج عزیز : سوال یہ ہے کہ جب سندھ میں گنے کی قیمت ۹٫۱۵ روپے تھی تو اس وقت چینی کی قیمت ۶٫۸۰ روپے تھی جس پر حکومت دیا کرتی تھی۔ اب ہر تین پیسے کے پیچھے ایک روپیہ من آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک روپیہ ۲۰ پیسے جو قیمت بڑھی ہے یہ صحیح ہے کہ اس کو اگر آپ سارے کا سارا کاشتکاروں کو دے دیں تو وہ چار روپیہ زیادہ پڑتا ہے لیکن چینی کی لاگت بھی بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ وہ قیمت ۶/۸۰ روپے چند سال پہلے تھی تو اسی لئے جو اس وقت چینی کی قیمت بڑھی ہے اس کا آدھا حصہ کاشتکاروں کو دیا گیا ہے یعنی ۶۰ پیسے کے مطابق۔ تو وہ دو روپیہ فی من بنتی ہے اس سے زیادہ کرتے تو چینی کی قیمت اس سے زیادہ بڑھ جاتی کہ مل والے اپنا حصہ ضرور add کرتے تو پھر چینی کی خوردہ قیمت ... دس روپے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی جو صارفین کے لئے صحیح نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین: سوال ذرا مختلف تھا کہ آیا پیداواری لاگت اس دو روپے کی increase سے پوری بھی ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جناب سرتاج عزیز: پیداواری لاگت جو ہے اس کا ہم نے تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور وہ ظاہر ہے کہ تمام صوبوں میں مختلف ہے اور جسے progressive یا اچھا کاشتکار کہتے ہیں اور جو چھوٹا یا traditional کاشتکار ہے اس میں کافی فرق ہے مثلاً سندھ میں جو فی من لاگت ہے اس کا ریٹ ۵۱/۴ روپے سے لے کر ۳۰/۸ روپے تک جاتا ہے یعنی جو مختلف قسم کا ہے۔ پنجاب میں یہی figure کوئی ۲۴/۶ روپے سے ۲۸/۸ روپے تک جاتا ہے۔ تو یہ جو موجودہ قیمت مقرر ہوئی ہے یہ قریباً traditional farmer کیلئے ہے۔ اس کی cost of production کو cover کرتا ہے لیکن ظاہر ہے جو کاشتکار زیادہ پیداوار حاصل کرے اس کو زیادہ منافع ہو گا۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, sugar manufacturers in Mardan are purchasing at the rate of 18 rupees per maund these days.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, the information is that the average price obtained for *gur*-making was 15 to 16 rupees per maund which was substantially ahead of the sugar-cane purchased by the mills. Now this is because of the very large demand for *gur* in the NWFP particularly in the last two years. That is why almost 80—85% of the total sugar-cane produced in NWFP has gone into *gur*-making. Now, if the sugar-cane prices are adjusted to this kind of market, sugar will be selling in the market at more than 12/13 rupees which is very large increase to afford. The only solution to the problem is to increase the production because the demand for *gur* is twice. In other words, even if the total quantity of sugar-cane produced is less, the quantity going to *gur*-making is not reduced, the burden falls primarily on the mills. So, because the production of sugar-cane was affected by water-shortage and other factors, therefore, the price of cane paid by the *gur*-makers went up abnormally and we are hoping that as a result of favourable rains at the time of sowing, we will have a better crop next year and are hopeful that both the sugar-mills and *gur*-makers will have enough supply.

میر نبی بخش زہری: سپلیمنٹری سر۔ عزت مآب! جناب وزیر نے جو کچھ فرمایا وہ سب کے سامنے ہے بات یہ ہے کہ چند سال پہلے دنیا میں شکر کی قیمت ایک ہزار ڈالر تک فی میٹرک ٹن پہنچی

تھی۔ آج دو سو ڈالر پہ پہنچی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں شکر کے rates پیداوار کے لحاظ سے ۲۰ فیصد نیچے گئے ہیں۔ میں اس بات پر متفق ہوں کہ ہمارے کاشتکاروں کو زیادہ Price ملے اور ہمارے کارخانے والوں کو بھی مناسب منافع ملے اور گورنمنٹ بھی اس بات کو دیکھے اور چیک کرے کہ یہ اتنا ریٹ کیسے اور کیوں بڑھ رہا ہے جبکہ دنیا میں چند سالوں کے اندر prices نیچے آگئی ہیں۔

جناب چیئرمین: زہری صاحب یہ بیان تو صحیح ہو لیکن یہ سوال بدقسمتی سے نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر ۱۵۷، جناب محمد محسن صدیقی صاحب۔

جناب محمد محسن صدیقی: سوال نمبر ۱۵۷۔

PESTICIDE COVERAGE OF CULTIVATED AREA

157. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) whether it is true that even 10% of the cultivated area of the country is not covered by pesticide spray ;

(b) how much area (in acres) was sprayed during 1985 ;

(c) the steps taken by the Government to eradicate the pests and insect menace ; and

(d) whether the Government has any plan to undertake the production of basic raw material for insecticides ; and if so, when ?

Kazi Abdul Majid Abid: (a) The area covered is marginally higher at 11.6% of the cultivated area (in 1985).

(b) An area of 5,753,000 acres was sprayed during 1985.

(c) It is not possible to completely eradicate pests or insect menace. However, steps are being taken to kept them under check by using appropriate pesticides as well by educating farmers to adopt improved cultural practices.

[Kazi Abdul Majid Abid]

(d) Our total demand at this stage is not large enough to justify the domestic production of basic raw material, but the situation is being kept under constant review.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال۔ محسن صدیقی صاحب۔

جناب محمد محسن صدیقی: کیا وزیر موصوف یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے پہلے جواب کے جزو "سی" اور "ڈی" میں تضاد ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ ڈیمانڈ نہیں ہے۔ جب کہ ان کے پہلے جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل ۱۱٫۶ فیصد اس پر cover ہو رہا ہے۔ گویا کہ ۸۸٫۴ ایسا ایریا ہے۔ جس پر کوئی سپرے نہیں ہو رہا ہے۔ کیا یہ اس کو justify کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: جناب پہلے تو یہ مفروضہ کہ ہمارے تمام رقبے کو کیڑے مار دواؤں کی ضرورت ہے غلط ہے بلکہ اس کا ضرورت سے زیادہ استعمال مضر بھی ہو سکتا ہے۔ ہماری جو main crops ہیں۔ مثلاً اس کا سب سے زیادہ استعمال کاٹن پر ہوتا ہے۔ اور کاٹن میں اس سال ساٹھ فیصدی رقبہ کورڈ ہے، پچھلے سال یہ چھیالیس فیصدی تھا اسی طرح چاول میں اکیس فیصدی ایریا کورڈ ہے پچھلے سال یہ اٹھارہ تھا۔ گنے کا چالیس فیصدی حصہ کورڈ ہے پچھلے سال چوبیس تھا۔ تو تین خاص کراپس تو کورڈ ہیں۔ گندم کیلئے جو ہمارا بہت زیادہ رقبہ ہے کرم کش ادویات کی ضرورت اتنی پیش نہیں آتی۔ جہاں تک گیارہ اور سو کا مقابلہ ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ جو ہماری main crops ہیں ان کا کافی حصہ اس سے کورڈ ہے۔ خاص طور پر جب سے حکومت نے ڈی کنٹرول کر کے پرائیویٹ سیکٹر کو دی ہے یہ رقبہ کافی حد تک بڑھ گیا ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ اگر ملک میں ادویات تیار ہوں تو شاید رقبہ زیادہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو سوال کیا تھا وہ basic material کا تھا۔ ہم جو ادویات استعمال کرتے ہیں اس کی دو تین سو اقسام ہیں اور اس میں ہر قسم جو استعمال ہوتی ہے وہ نہ صرف بہت محدود ہوتی ہے بلکہ وہ ہر دوسرے تیسرے سال نئی ریسرچ ہونے پر نئی قسم کی شکل میں آ جاتی ہے اور demand کا جو ذکر تھا وہ مجموعی نہیں تھا۔ وہ ایک خاص جزو کا تھا کہ جو مختلف دوائیوں میں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ ہم یہاں formula زیادہ سے زیادہ کر رہے ہیں تاکہ یہ یہاں پر پیک ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ D.D.T. کا ایک پلانٹ ہم نے شروع میں لگایا تھا۔ وہ نہ صرف out of date ہو گیا بلکہ ساری دنیا میں D.D.T. بند ہو گئی ہے۔ اسلئے جب ہم اس

مرحلے سے گزر جائیں گے کہ زیادہ سے زیادہ کرم کش ادویات اس ملک میں فارمولیٹ ہونے لگیں گی۔ تھوڑا سا تجربہ اور تھوڑی سی ریسرچ ہو تو انشاءاللہ basic manufacturing پر بھی آگے چل کر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محسن صدیقی صاحب۔

جناب محمد محسن صدیقی: کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ basic material کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہے بلکہ formulations کی ہے، تو جب آپ formulation کر رہے ہیں تو basic material بنانے میں آپ کو کیا زحمت ہے؟

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں جتنی ریسرچ کی ضرورت ہے اگر آپ basic material mixing devices کو کہتے ہیں تو وہ ظاہر ہے کہ formulation میں آجاتی ہیں basic material ان ادویات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ مختلف قسم کے pests کو effectively control کرنے میں ریسرچ کے بعد مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم جب تک پہلا مرحلہ طے نہ کریں اور اپنی ریسرچ کے مطابق suitable ادویات تیار نہیں کر سکتے۔ اس وقت ہم جو ادویات منگوا رہے ہیں اس میں پانچ چھ چیزیں ہمیں ایسی نظر آ رہی ہیں جن کی demand اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان پر غور کیا جائے۔ لیکن اس پر technology share کرنا کسی ملک کے ساتھ یا agreement کرنا، اس کا مرحلہ ابھی نہیں آیا اور یہ زیر غور ہے انشاءاللہ آئندہ چند سالوں میں اس کی کچھ نہ کچھ ابتدا ہو جائے گی۔

جناب محمد محسن صدیقی: کیا وزیر موصوف کو یہ پتہ ہے کہ دنیا کے مہذب ملکوں میں جہاں agriculture reforms آئی ہیں وہاں ایسا نہیں ہے کہ ایک خاص crop کے اوپر ایک خاص وقت پر ادویات چھڑکی جاتی ہیں بلکہ ان کی eradication ضروری ہے۔ اور اس کے لئے جس طرح وہ فرماتے ہیں کہ چاول کے لئے اتنا اور گنے کے لئے اتنا، یہ ضروری نہیں ہے بلکہ اس مرض کو ہمیشہ کے لئے اس ملک سے دور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: ہمیشہ کے لئے تو کہیں بھی ختم نہیں ہوا۔ بہرحال وزیر صاحب جواب دیں گے۔

جناب سرتاج عزیز: مجھے اتفاق ہے جی ان سے۔

جناب چیئرمین: کس سے اتفاق ہے؟ مجھ سے یا ان سے۔

جناب سرتاج عزیز: biological and organic chemical موثر اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

(مداخلت) ---------

جناب محمد محسن صدیقی: میں آپ کو مثال دوں گا کہ امریکہ کی زرعی معیشت کی کامیابی کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے ہر قسم کے pests کو کنٹرول کر رکھا ہے جبکہ ہمارے ہاں پوری کی پوری فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اس سے ہماری زرعی معیشت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے اور pest control کا تعلق ہے۔ کیلیفورنیا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایکڑ پر
The pests had to be destroyed because a protected crop can give good yield.

جناب سرتاج عزیز: جناب ان کو جیسے معلوم ہے کہ pest control کافی پیچیدہ عمل ہے کیونکہ جو دوا آپ استعمال کریں اور اس کے اثرات سے مدافعت بڑھ جائے تو آپ کو نئی دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ادویات آپ استعمال کرتے ہیں ان کے اثرات ہوتے ہیں اور اگلے سال کی جو فصل آپ کی ہوتی ہے اس پر کوئی اور اثرات آ جاتے ہیں۔ تو اسی لئے integrated pest management کی جاتی ہے۔ جس میں chemical, biological اور organic تینوں کنٹرول ہوں وہ ہم انٹروڈیوس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اگر آپ ادویات کا استعمال ایک خاص حد سے زیادہ صرف کیمیکل کنٹرول سے کریں گے تو اس کے بعد جو پیچیدگیاں پیدا ہوں گی وہ اس سے زیادہ ہوں گی۔ لیکن پچھلے دو تین سال میں اس میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ کافی حد تک area cover ہو گیا ہے اور اس سال ہماری جو record cotton crop ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑا فیکٹر یہ تھا کہ پچھلی دفعہ ۶۰ فیصد ایریا کو plant protection cover حاصل ہوا ہے۔ ان کی تسلی کے لئے انشاء اللہ ان تمام سیکٹروں پر اور بھی توجہ دی جائے گی۔ جس سے زیادہ بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

میر نبی بخش زہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

میر نبی بخش زہری: پاکستان اگریکلچر ریسرچ کونسل نے ہمیں دعوت دی ہے کہ تین تاریخ کو دس بجے ہم جائیں وہ ہمیں کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ اس میں انہوں نے ہمارے ہاؤس کو proper جگہ نہیں دی ہے۔ اس میں پہلے M.N.As. لکھا ہے اور اس کے بعد Senators ۔ ہمارا نام پہلے آنا چاہئے تھا۔ میں یہ proof آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ آپ ان کو ہدایت کریں۔ میں نہیں چاہتا کہ privilege motion پیش کروں، مگر ایسا کرنے والوں کو آئندہ سمجھنا چاہئے اور سیکھنا چاہئے۔ جناب یہ documentary proof ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میر نبی بخش زہری: ہمارے حقوق کے محافظ جناب چیئرمین! آپ ہیں۔ میں نے جو point out کیا ہے۔ آپ کو اس پر action لینا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: یہ میرا کام ہے کہ میں کس پر ایکشن لوں اور کس پر نہ لوں۔ اگلا سوال، جناب محسن صدیقی صاحب۔

جناب محمد محسن صدیقی: سوال نمبر ۱۶۱۔

FOREIGN EXCHANGE SPENT ON THE IMPORT OF DRY POWDERED MILK

161. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** : Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the quantum of foreign exchange being spent annually on the import of dry powdered milk at present; and

(b) the reasons for not setting up dairies and dairy products proejcts. both in the public and private sectors, by way of substitution for the import of powdered milk ?

Kazi Abdul Majid Abid: (a) The quantum of foreign exchange spent on the import of milk powder during 1980-81 to 1984-85 is as under :—

Year	Value (million dollars)
1980-81	27.459
1981-82	23.049
1982-83	41.178
1983-84	24.954
1984-85	28.588

(b) A total of 7 UHT milk processing units including one in public sector and 2 yoghourt processing plants are presently in operation. Another 12 milk processing units including one in public sector and 6 yoghourt processing plants have also been sanctioned and are presently in various stages of construction. Six of the sanctioned units are nearing completion and are expected to come into production by the end of 1986 or early 1987. The total capacity of the units is 1.180 million litres of processed milk and 104,000 litres of yoghourt per day.

جناب محمد محسن صدیقی: ضمنی سوال۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ۲۳ ملین ڈالر سے لے کر ۴۱ ملین ڈالر اس پر خرچ کیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس دوران ہم نے کیوں اپنی ڈیریاں نہیں بنائیں کہ ہم اپنے دودھ کی ضرورت میں خود کفیل ہو سکیں ؟

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پچھلے چند سالوں میں dairy sector میں، ملک میں بہت پیش رفت ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۶۰ء تک اندازاً ۱۸، ۲۰ فیصدی کے قریب جتنی ہماری شہری ضرورت تھی، وہ شہر کے ارد گرد کے علاقوں سے پوری ہوتی تھی اور کچھ گوالے شہر کے اندر بھینسیں یا گائیں رکھ کر اس کمی کو پورا کرتے تھے، اگرچہ اس کے بعد ملک میں دودھ موجود تھا، لیکن وہ شہروں میں صحیح حالت میں نہیں پہنچ سکتا تھا، اسی لئے شہروں میں کمی ہونی شروع ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کے بعد یہ خشک دودھ کی در آمد شروع ہوئی اور یہ مستقل بڑھتی رہی، ۱۹۸۰ء تک یہی صورت حال تھی اور اس کے بعد جب یہ نئی ٹیکنالوجی یو ایچ ٹی، آئی تو اس سے یہ ہوا کہ جب ایک دفعہ دودھ کو آپ sterlize کر دیں اور اس کو

ایک خاص ڈبے میں ڈال دیں تو وہ تین مہینے تک بغیر ریفریجریشن کے رہ سکتا ہے۔ یہ ایک قسم کا ہماری دودھ کی مارکیٹ میں انقلاب تھا کیونکہ اب دودھ جو لاہور میں یا شیخوپورہ میں پیدا ہوتا ہے اسے آپ مانسہرہ، رحیم یار خان یا مری میں کہیں بھی خرید سکتے ہیں اور پچھلے چار سال میں کوئی ۲۰ کے قریب ملک پلانٹ، اس نئی ٹیکنالوجی کے مطابق منظور ہوئے ہیں ان میں سے ۸ ابھی کام کر رہے ہیں اور ۱۲ عنقریب انشاء اللہ جلد ہی production دینا شروع کر دیں گے۔

اب اس سے دودھ کو در آمد کرنے کی جو رفتار تھی وہ رک گئی ہے۔ لیکن ابھی تک یہ مقدار اتنی نہیں بڑھی کہ وہ در آمد بالکل ختم ہو جائے لیکن دودھ کو در آمد کرنے کی رفتار کافی حد تک کم ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ خشک دودھ ان milk plants میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ جب ان کے پاس تازہ دودھ کی کمی ہو تو وہ اس کو استعمال کر کے اپنی مارکیٹ اور اپنی پیداوار کو جاری رکھ سکیں۔ تو میں ممبر صاحب کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو پیش رفت ہوئی ہے وہ نہایت تسلی بخش ہے اور یہ تو میں نہیں کہوں گا کہ یہ پاؤڈر ملک بالکل ختم ہو جائے گا، حالانکہ ملک میں دودھ موجود ہے لیکن ایسے علاقوں میں ہے کہ مارکیٹ تک نہیں پہنچ سکتا، بچوں کیلئے خاص قسم کے دودھ کی ضرورت ہو گی، لیکن انشاء اللہ جب یہ سارے پلانٹ کام کرنے لگیں گے تو دودھ کی در آمد میں کافی حد تک کمی ہو جائے گی۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! یہ در آمد کردہ خشک دودھ کا ذکر آیا ہے تو اس ضمن میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، پہلے اخبارات میں اور عالمی پریس میں بھی یہ بات آئی تھی کہ اس خشک دودھ میں سؤر کی چربی شامل ہوتی ہے اور یہاں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا تو اس وقت کے فاضل وزیر تجارت نے فرمایا تھا کہ ہم لیبارٹریوں اور بعض ذرائع سے اس کی پوری تحقیق کر رہے ہیں اور عنقریب اس کے متعلق واضح نتائج بتا دیں گے میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تحقیق آخری مراحل میں پہنچ چکی ہے اور اسکے بارے میں کیا رپورٹ سامنے آئی ہے؟

جناب سرتاج عزیز: اس کے لئے مجھے نوٹس چاہیئے۔ کیونکہ یہ اس سوال سے پیدا نہیں ہوتا لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ بڑے پیمانے پر ایسی کوئی بات نہیں ہے زیادہ تر جو دودھ آ رہا ہے وہ non-fat dry milk ہے۔ اور non-fat میں اس قسم کا fat ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن کوئی ایک آدھ مثال ایسی آئی تو میں ان کو ضرور معلومات حاصل کر کے بتا دوں گا۔

Sardar Khizar Hayat Khan: Supplementry Sir, will the honourable Minister be pleased to state the locations of the seven units which ar ein operation and the twelve which are under construction?

جناب چیئرمین: جو units under operation ہیں اور جو under installation ہیں ان کی location کے متعلق دریافت کر رہے ہیں۔ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ

six processing plants have been sanctioned and are presently in various stages of implementation.

Mr. Sartaj Aziz : Dairy plants in opertion are as under :

ملک پاک لمیٹڈ شیخوپورہ 'لاہور ملک پلانٹ لاہور 'ملکو لمیٹڈ لاہور 'گرین ڈیریز ساہیوال 'پاکستان ڈیریز ساہیوال 'نون پاکستان لمیٹڈ بھلوال 'کبیروالا ڈیریز کبیروالا' ایم اے ایس ڈیریز کوٹری 'شیئر پاک صادق آباد' پرائم ڈیریز لاہور 'جن کی کیپسٹی مجموعی طور پر ۵ لاکھ ۳۵ ہزار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

Sardar Khizar Hayat Khan: But he has not given the answer of twelve those, which are........................*(interruption)*.

جناب سرتاج عزیز: جو ۱۲ آنے والے ہیں ان کی فہرست یہ ہے جناب 'چوہدری ڈیریز بھائی پھیرو' حق ڈیریز گوجرانوالہ' ملک ویز تاندلیانوالہ' مورو ڈیریز مورو' یونی ملک اوکاڑہ' پاک پٹن ڈیریز پاک پٹن' جنرل ڈیریز ٹھٹھہ' مبارک ڈیریز شاہ جیونہ' الحیات سانگڑھ 'کوئٹہ ملک پلانٹ کوئٹہ 'نیلی ڈیریز بوریوالہ 'سیالکوٹ ڈیریز سیالکوٹ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جواب (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ ایک یونٹ پبلک سیکٹر میں منظور ہوا ہے میرا خیال تھا کہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ پبلک سیکٹر کو منظوری دی گئی جبکہ پرائیویٹ سیکٹر پوری طرح سے اس پر حاوی ہے ؟

جناب سرتاج عزیز: یہ جناب پہلے کا تھا' پنجاب ملک برڈ کا جو لاہور ملک پلانٹ ہے یہ وہ ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: اس میں لکھا ہے کہ نئے یونٹ'

another 12 milk processing units including one in public sector have also been sanctioned.

اس میں ایک لکھا ہے آپ نے '

جناب سرتاج عزیز: اس کے بارے میں ' میں معلوم کروں گا یہ ممکن ہے کہ کوئٹہ کا ملک پلانٹ ہو ' نہیں وہ بھی نہیں ہے ' بہرحال یہ ظاہر ہے کہ وہ کسی خاص وجوہات کی بناء پر کیا گیا ہے۔ جنرل پالیسی یہ ہے کہ ۲۲ میں سے صرف ۲ پبلک سیکٹر میں ہیں اور زیادہ تر پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں۔

میر نبی بخش زہری: پوائنٹ آف آرڈر سر ' ابھی پھر میں جناب کو دستاویزی ثبوت پیش کرتا ہوں جو کہ گورنمنٹ آف پاکستان کی منسٹری آف لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈیویلپمنٹ سے مجھے مراسلہ پہنچا ہے ' مین ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یاد کیا ہے ' مگر اس میں بھی پہلے ایم این ایز اور پھر سینٹرز ' اب آپ بتائیے کہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ' میں یہ روداد آپ کی خدمت میں آپ کے چیمبر میں پیش کروں ' یا ہاؤس میں یا عدالت میں ؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں عدالت بہتر جگہ ہوگی۔

میر نبی بخش زہری: آپ اجازت دیں تو میں عدالت میں جاؤں گا یہ contempt ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو اتنا عرض کروں گا کہ جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے کہ کس کا نام پہلے آئے ' اگر آپ سیکریٹریٹ کے پروسیجر کو دیکھیں جو کیس منسٹر کو بھی جائے گا پہلے سیکشن آفیسر کا نام ہو گا پھر ڈپٹی سیکرٹری کا نام ہو گا ' پھر سیکرٹری کا نام ہو گا ' پھر منسٹر کا نام ہو گا اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ منسٹر کا نام چونکہ سب سے آخر میں آتا ہے اسلئے وہ سب سے کم درجے کا ہے۔ حالانکہ اس کو ہونا چاہئے کیونکہ اس کو سب کا زیادہ خادم ہونا چاہئے کبھی یہ الٹا چلتا ہے۔ منسٹر کو جاتا ہے تو منسٹر پھر نیچے pass on کرتا ہے۔ کئی چیزیں ایسی ہیں میرے خیال میں اس کے متعلق کوئی پوائنٹ آف آرڈر اس طرح کا اٹھانا ' پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف آپ دیکھیں تو جو ہماری یہاں پر کارروائی ہے اس کے متعلق اگر کوئی چیز ہے تو بیشک آپ اٹھائیں ' باقی جو صاحب سمجھتے ہیں کہ اس کی ہتک ہوئی ہے تو وہ اس کو respond نہ کرے ' نہ جائے ' قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ خود سمجھ جائیں گے کہ آپ نے اس کا برا منایا ہے۔ شکریہ۔

میر نبی بخش زہری: جناب اتنا تو آپ غور فرمائیں کہ یہاں پر سیکشن آفیسر اور دفتر شاہی کا سسٹم نہیں ہے۔ یہاں تو پبلک کے نمائندوں کی حیثیت سے بطور ممبر پارلیمنٹ ' سینٹرز آئے

ہیں اور ہمارا جو پروٹوکول ہے اس پروٹوکول کو آپ فرماتے ہیں کہ سیکشن آفیسر سے شروع کیا جائے تو جناب وہ ہے نہیں، میں اتفاق نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: آپ اتفاق کریں یا نہ کریں، اس سے میرا تعلق نہیں ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں آپ کو ایک صحیح قاعدہ بتاتا ہوں۔ یہ چیز ہاؤس میں شروع ہو سکتی ہے نیشنل اسمبلی میں جو آپ کے پاس آئے گی۔ آپ جو یہاں پر پاس کرتے ہیں وہ پھر جائے گی نیشنل اسمبلی میں، تو جہاں کہیں سے شروع ہو جائے دونوں ایوانوں نے اکٹھا کام کرنا ہے۔ کس کا نام پہلے آتا ہے کس کا نام بعد میں آتا ہے protocol اس ہاؤس کا کام نہیں ہے۔ protocol کی ذمہ داری کسی اور کی ہے۔

میر نبی بخش زہری: جناب یہ ہاؤس کی ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ ہم اس پر خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

میر نبی بخش زہری: یہ وقت ضائع کرنے والی بات ہے تو پھر میں عرض کروں گا آپ کی خدمت میں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام سینیٹرز کے وقار کا سوال ہے۔ یہ میری ذاتی بات نہیں ہے۔ اس سارے ہاؤس کو جو رتبہ حاصل ہے اس کے متعلق میں آپ کو یہ مسئلہ پیش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسی رتبے کا میں نے آپ کو عرض کیا کہ بہت ساری چیزیں ہیں جو اس House سے شروع ہو کر اسمبلی میں جاتی ہیں تو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسمبلی ان کو veto کر سکتی ہے، اسمبلی میں سے بہت ساری چیزیں شروع ہو کر یہاں آتی ہیں تو آپ اس کو veto کر سکتے ہیں، اس کا یہ مطلب تو نہ ہوا کہ کون پہلے ہے اور کون بعد میں ہے۔

میر نبی بخش زہری: میری درخواست یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کے حقوق اور ہمارے حقوق کے یقیناً ذمہ دار ہیں اگر آپ ایک سرکلر ایشو کر دیں ہم پروٹوکول میں پہلے کھڑے ہوتے ہیں منسٹروں کے بعد رکھا جائے اور اس کے بعد ایم این اے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد سیکرٹیریز، پھر آپ کے سیکشن آفیسر ہم سے بھی پہلے کھڑے ہو جائیں، تو پھر ہماری کیا پوزیشن ہو گی، ہم اس کے لئے کہتے ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: وہ بھی ہوتا ہے۔ جس وقت ایک Head of State یا dignitaries کے لئے line of presentation بنتی ہے، وہ جب depart ہوتے ہیں وہ وہی سیکشن آفیسر سے شروع کر کے منسٹر پر ختم کرتے ہیں۔

<u>میر نبی بخش زہری</u>: جب وہ چلا جاتا ہے؟

<u>جناب چیئرمین</u>: جب وہ جا رہا ہوتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو اس وقت منسٹر سے شروع کر کے سیکشن افسر تک۔۔۔۔ (مداخلت)

<u>میر نبی بخش زہری</u>: تو ہماری باری آنے والوں میں رکھیں، آپ جانے والوں میں کیوں رکھتے ہیں؟

Mr. Chairman: Anyhow, no point of order. This exhausts the Question Hour, and the questions. Mr. Saeed Qadir.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: We have received a circular with regard to Joint Services Pakistan Day Parade of 23rd March in which we have now been asked to submit our car registered numbers — that each Senator has to submit his car registered number. I think, this is unreasonable request or order from whoever has decided to ask for it. Because there is no reason why the MNAs' identification or the Senators' identification will not be sufficient, and if, on the last day, you happen to change your car for some reason, would you not be allowed to enter the area for the parade? So, would the Chairman like to consider the matter?

Mr. Chairman: I think, this is something on which you throw better light than I can do.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: I think, this is radiculous, in fact.

Mr. Chairman: Well, then please convey it to the quarters concerned.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: That I can do privately. But according to my right as a Senator, I think, it is a wrong thing to have asked us for the car registered numbers.

Mr. Chairman: Well, one thing with all due deference I would like to make it clear that these are things which are no right of Senators. This is something actually which is decided by the protocol itself.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : If we have been asked to come to attend that parade or if we are given a chance of attending it, then it should be sufficient to issue a pass on that basis.

Mr. Chairman : Right. But if somebody for reasons of security or to avoid inconvenience to you, is asking for further details of the car or of the conveyance in which you would be travelling ?

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : This is hardly a matter of security. Because that card would identify you and you have been issued a card, in which your name..................... *(interruption)*.

Mr. Chairman : That the car will have to be parked somewhere and the car has to be known. You know the car-bomb cases these days.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : I am fully aware of that, Sir. The point is that for this passes are issued and the identification of the car is made by the colour of the car pass as you are going to park that car in that park.

Mr. Chairman : I think, in the context of privileges, I have mentioned a number of times that we, as Senators, for that matter Members of the National Assembly, do not enjoy any rights other than what is enjoyed by the normal citizens of the country unless it is provided by law, by statute or in the Constitution. This is the basic position about privileges. if anybody feels like it by this type of information, my request to him will be, "please don't attend it."

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Of course. We will not attend it.

Mr. Chairman : That is, I think, the best way of protest. Because we cannot claim this is a privilege unless it is provided in the statute in law or in something.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : The protest has to be known otherwise it does not get conveyed......................... *(interruption)*.

Mr. Chairman : Well. The very fact that you have raised on the floor of the House, I think, the people, the Government agencies,

everybody is sitting here and they would convey it to the quarters concerned.............................. *(interruption)*.

میر نبی بخش زہری: میری بھی یہ درخواست تھی، ہمارے دو پوائنٹ آف آرڈر کو آپ نے reject کر دیا، یہ ہمارے دوست ہیں اور سابق جرنیل ہیں، ان کو تو آپ نے تسلی کرادی، کہ نہیں جانا چاہیئے تو اب جرنیلی کی کوالیفکیشنز میرے پاس نہیں ہے اب میں کیا طریقہ اختیار کروں، جو عزت مآب آپ کو مطمئن کروں میرا بھی یہی پوائنٹ تھا، ہاؤس کے وقار کے لئے، میں نے بھی یہی کہا،

جناب چیئرمین: اس پوائنٹ پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: انہوں نے شاید سنا نہیں، چیئرمین صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ نہ جائیں وہاں۔

جناب چیئرمین: آپ تیسری دفعہ یہ point raise کر رہے ہیں، تو یہی آپ کا privilege ہے جو کہ جرنیل صاحب نے صرف ایک دفعہ raise کیا ہے۔

Mr. Chairman: Anyhow, I think, let us put an end to this issue.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب سردار محمد ہاشم صاحب لونی نے اپنی بیماری کی وجہ سے ایوان سے ۲۳ فروری تا ۲۷ فروری تک رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب میر علی نواز خان تالپور نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بناء پر ایوان سے ۸ تا ۲۸ فروری رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۹۵، جناب محمد طارق چوہدری کے نام پر ہے۔ آپ اپنی تحریک التوا کو پڑھ لیجئے۔

ADJOURNMENT MOTION; *RE:* FORCIBLE OCCUPATION OF MUSLIM LEAGUE HOUSE AT LAHORE

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ فوری نوعیت اور قومی اہمیت کے حامل اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے کہ ملک میں برسراقتدار پارٹی پاکستان مسلم لیگ نے لاہور میں واقع متنازعہ مسلم لیگ ہاؤس کے تالے توڑ کر اس پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے اور اس کارروائی میں ایک وزیر اور پارٹی کے اہم عہدیداران شامل رہے ہیں۔ مسلم لیگ ہاؤس کو حاصل کرنے کا قانونی طریقہ اختیار کرنے کی بجائے جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ برسراقتدار پارٹی اور حکومت کے ذمہ دار عہدیداروں کا یہ غیر قانونی اقدام انتہائی پریشان کن اور حیرت انگیز ہے۔ حکومتی پارٹی کی طرف سے قانون کے احترام سے احتراز عام لوگوں اور ملکی شہریوں کے لئے نہ صرف ایک بدترین مثال ہے بلکہ حکومتی عہدیداروں کی سینہ زوری پر دلالت کرتی ہے۔ للہٰذا ضروری ہے کہ اس کارروائی میں ملوث افراد کے طرز عمل کو زیر بحث لاکر آئندہ کے لئے ایسے غیر قانونی اقدامات کی مؤثر روک تھام کا بندوبست کیا جائے۔

Mr. Chairman: It is being opposed?

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Yes, Sir.

جناب والا یہ تحریک التوا in-admissible ہے۔ ابھی میں اس کے میرٹ کی بات تو نہیں کروں گا، جب اس کی admissibility establish ہو جائے تو پھر اس پر گزارش کی جاسکتی ہے۔ یہ لاہور میں ایک واقعہ پیش آیا، جو صوبائی گورنمنٹ کے دائرہ کار میں ہے۔ جہاں تک میری اطلاع ہے حتمی طور پر میں اس کے متعلق گزارش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ آج ہی مجھے ملی ہے اور اس مسئلے کی investigation بھی ہو رہی ہے اس مرحلے پر اس issue کو ڈیبکس کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے اور یہ ہمارے فیڈرل دائرہ کار میں نہیں آتا، اس لئے اس کو ہاؤس میں discuss نہیں کیا جاسکتا۔

جناب محمد طارق چوہدری: نمبر ۱، یہ فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ نمبر ۲، یہ برسراقتدار پارٹی پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے ہوا ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ لاہور میں ہوا، لیکن اس واقعہ میں ملوث افراد پاکستان مسلم لیگ کے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ برسراقتدار پارٹی ہے اور برسراقتدار

گروپ کا یہ اقدام جس میں وزیر بھی ملوث ہوں، اور عہدیداران بھی، یہ اتنا معمولی نہیں ہے کہ اسے محض لاہور کا واقعہ قرار دے کر نظرانداز کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: Thanks. Would you like to respond to it ?

جناب اقبال احمد خان: جناب یہ بات واضح ہے، اگر وزیر ہے تو وہ بھی صوبائی وزیر ہے جو ملوث ہے اور law and order کا مسئلہ ہے، اگر کوئی ہے تو یہ کر سکتے ہیں کہ اگر کسی کو اس کے متعلق شکایت ہے تو وہاں عدالتی چارہ جوئی بھی کی جا سکتی ہے۔ اس ایوان کے اندر discussion کا کوئی موقع بھی نہیں ہے۔ اور نہ یہ discuss کی جا سکتی ہے۔

Mr. Chairman : It appears to me to be a dispute between two factions of the Muslim League and it has no concern with the Federal Government as such.

Also from the newspapers reports it appear, that no recourse has been made to a court of law. Now these are matters in which the Senate cannot intervene. They are for the courts to decide and if somebody thinks that an illegal act has been committed by somebody who belongs to a party which is in power, (there is a distinction between the Government and the party in power) he or that party can be taken to a court of law. But the Senate cannot provide any redress for such grievances and it is not the forum in which such matters can be discussed or debated and that also by an adjournment motion. So, I am sorry. I have to rule it out of order.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب نے اپنی ۹۹ نمبر موشن withdraw کی ہے۔ اچھا جی اگلی موشن مولانا کوثر نیازی صاحب نمبر ۱۰۲۔

ADJOURNMENT MOTION ; *RE* : CLOSING OF SECOND SHIFT IN C.G. POLYCLINIC, ISLAMABAD

مولانا کوثر نیازی: پاکستان ٹائمز کی اطلاع کے مطابق سنٹرل گورنمنٹ پولی کلینک میں شام کو جاری رہنے والی سیکنڈ شفٹ اچانک ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے اسلام آباد کے شہریوں کو بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس سے وہ سرکاری ملازمین بھی علاج کی سہولت سے محروم ہو گئے ہیں جو چھٹی کے بعد اس دوسری شفٹ سے استفادہ کرتے تھے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی روک دی جائے۔

Begum Afsar Riza Qizilbash : Mr. Chairman, Sir, I would like to oppose the motion because what the honourable Senator has said that the second shift has been stopped, because the second shift in the central government polyclinic has been abolished by the Federal Health Ministry. This is due to the posting of 23 doctors including some medical specialists from polyclinic Islamabad to Islamabad Hospital Complex. So it is just a discontinuation for the patients for the time being but later on there are proposals by the Cabinet Division that even shifts have to be started at all urban hospitals of Pakistan. A proposal for the evening shift of the hospitals under the Federal Health Ministry including Central Government Polyclinic has been prepared and is being submitted to the Finance Division for allocation of funds. As soon as the funds are allocated and recruitment made, evening shift will start functioning. I oppose the motion Sir.

جناب چیئرمین : مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین! محترمہ افسر قزلباش ہماری افسر ہیں، اس لئے جو فرمائیں ہم قبول کریں گے لیکن بات یہ ہے کہ کل انہوں نے یہاں ارشاد فرمایا تھا کہ کمپلکس ہسپتال اسلام آباد ابھی پبلک کے لئے کھلا نہیں ہے اور انہوں نے یہ کر دیا ہے کہ اسے کھولنے کے لئے یہاں دوسری شفٹ بند کر دی ہے یعنی بجائے اس کے کہ اس میں نئے ڈاکٹرز رکھے جاتے، جب کہ یہاں ڈاکٹروں کی بہت افراط ہے اور بیروز گار ڈاکٹر غریب بیکار گھوم رہے ہیں اور اسلام آباد اور راولپنڈی میں بلا مبالغہ سینکڑوں ڈاکٹر available ہیں۔ ان کو روز گار دینے کا جو موقع اسلام آباد ھاسپیٹل کمپلکس میں تھا اسے بھی avail نہیں کیا گیا اور الٹا پولی کلینک کی شام کی shift ختم کر دی گئی ہے جس سے سینکڑوں لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے اور خاص طور پر سرکاری ملازمین جو چھٹی کے بعد وہاں جا کر دوا لیتے تھے وہ اس سے محروم ہو گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ صحت کی بہت سنگ دلی ہے کہ انہوں نے بجائے اس کے کہ دونوں ہسپتالوں میں بیک وقت لوگوں کو یہ سہولت دیتے انہوں نے ایک اچھے خاصے ہسپتال کو ویران کر دیا ہے اور اسلام آباد کے شہریوں کو جو جائز ایک سہولت مہیا تھی، وہ اس سے محروم ہو گئے ہیں۔

میں اس assurance سے مطمئن نہیں ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد میں جو health facilities کا حال ہے اس پہ اس ایوان میں گفتگو ہونی چاہئے پولی کلینک

کا جو حال ہے وہ اس صورتحال سے سامنے آگیا ہے اس پر بھی اس ایوان میں اس تحریک کے ذریعے بحث ہونی چاہئے اور میں اس کی admission پر اصرار کروں گا۔

جناب چیئرمین : افسر رضا قزلباش صاحبہ۔

Begum Afsar Riza Qizilbash : Sir, I would like to tell the honourable Senator Maulana Sahib that I am not an officer but a *"Khadima"* of the House, and he has been very kind in saying that my statements of yesterday and today are not contradicting one another. The fact remains that the doctors are being shifted from one place to the other for the time being to make one place complete and later on, on the provincial level we are going to start night-shifts in the evening for other polyclinics so that more doctors will be employed. So, I never ruled out the possibility of making available more places for more doctors to have extra jobs. Our Government wants to give jobs to all the doctors as far as we can help it. So, on the basis of merits, they will be employed on provincial level for the polyclinics later on. Thank you Sir.

Mr. Chairman : What the honourable Member is saying is that whether in the interim you would look into the difficulties which are being experienced by the people in the polyclinic as a result of shifting of some of the doctors.

Begum Afsar Riza Qizilbash : Certainly Sir, we will do that. Thank you.

جناب چیئرمین : جناب مولانا صاحب اس یقین دھانی کے بعد آپ اس تحریک پر اصرار کرتے ہیں؟

مولانا کوثر نیازی : جناب آپ کی خواہش ہے کہ میں اصرار نہ کروں تو نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : اگلی تحریک ' جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

on the supply of impure water to the residents of Karachi

آپ تو کوئٹہ میں رہتے ہیں کراچی کہاں پہنچ گئے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بس ایسے ذرائع ہیں کہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر ہم لوگ سو گئے تو پھر اور لوگوں کا کیا ہو گا اس لئے سونا نہیں چاہیے۔

ADJOURNMENT MOTION; *RE:* FAILURE OF GOVERNMENT TO SUPPLY OF CLEAN DRINKING WATER TO THE RESIDENTS OF KARACHI

میں تحریک التواء پیش کرتا ہوں کو مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۸۶ء کو روزنامہ "حریت" کراچی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کراچی کے شہریوں کو چھیالیس فیصد آلودہ پانی فراہم کیا جاتا ہے ٹیوب ویلوں کا ۹۵ فیصد پانی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ پاکستان میں ۴۰ فیصد اموات مضر صحت پانی سے ہوتی ہیں اس کا انکشاف پاکستان کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ PCSIR کراچی لیبارٹریز کے ذرائع نے آج یہاں کیا۔

ان ذرائع نے یہ بھی بتایا کہ پانی کے استعمال سے ہونے والی اموات میں بچوں اور بوڑھوں کی تعداد زیادہ ہے انہوں نے کہا کہ مضر صحت پانی کی وجہ سے دیہات کے ساتھ ساتھ شہروں میں بھی پیٹ کے امراض میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کراچی کے شہریوں کو جو پانی فراہم کیا جارہا ہے وہ ۲۵ فیصد سے ۴۶ فیصد تک آلودہ ہے اور کراچی میں اس وقت پھیلی ہوئی یرقان کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ پی سی ایس آئی آر کی لیبارٹریز میں کراچی کو فراہم کئے جانے والے پینے کے پانی کا جو تجزیہ کیا گیا ہے، اس کے مطابق سب سے زیادہ مضر صحت پانی لیاری سمیت پورے کراچی کو فراہم کیا جارہا ہے۔

یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ کورنگی کے علاقوں میں جہاں چمڑے کے کارخانے قائم ہیں، ان سے جو گندہ پانی اور کیمیکلز بہایا جاتا ہے اس کی نکاسی کا کوئی انتظام نہیں۔ اس کی وجہ سے پانی زمین میں جذب ہوتا رہتا ہے اور اس سے کارخانوں کے اطراف تک ڈیڑھ میل تک کا علاقہ شدید متاثر ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق اگر پینے کے پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کے لئے فوری اقدامات نہ کئے گئے تو سنگین صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ عوام کے مسائل کے سلسلے میں ایوان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر غور فرمائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، افسر رضا قزلباش صاحبہ۔

Begum Afsar Riza Qizilbash: Thank you Sir. Sir, I would like to oppose the motion again as water suply and sanitation is a provincial responsibility and all the issues mentioned in the report of daily *"Huriyyat"* of Karachi dated 22nd February, 1986 do not fall within the jurisdiction of the Federal Ministry of Health. But despite that I understand the concern of the honourable Member and I would

like to remind him once again that appropriate allocation of funds has been made in the Sixth five Year Plan to ensure supply of clean water to the people and a lot of steps are being taken on all levels and I would request the Member not to press it. Thank you Sir.

جناب چیئرمین : جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب عالی ! یہ ٹھیک ہے کہ آپ اسے صوبائی مسئلہ فرما رہے ہیں لیکن یہاں اس ایوان میں کراچی کے منتخب سینیٹر موجود ہیں۔ ان کا بھی یہ حق بنتا ہے کہ کراچی کے شہریوں کے مسائل یہاں بیان کریں تو یہ وفاقی مسئلہ بن جاتا ہے یہ بات نہیں ہے ان کا بھی اور بلکہ عوام کا بھی یہ حق بنتا ہے ہمیں ایک ایک مسئلے پر روشنی ڈالنا ہے اور ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت اس سے چوکنا رہے اور ہر چیز پر وہ گرفت کرے۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ تحاریک التواء پیش کریں اور ہاؤس اسے reject کرے۔ بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ غریب عوام کو سہولتیں پہنچائیں اور موجودہ حکومت اسلام کا نام لیتی ہے اور اسلام میں یہ ہے کہ ہر غریب اور امیر کے لئے یکساں سہولت ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ افسر رضا قزلباش صاحبہ۔

Begum Afsar Riza Qizilbash : Sir, I would like to tell the honourable Member that whatever he is saying is correct. On the one hand, most of us are of the opinion that the provinces should have more powers and on the other hand we want the Federal Government to deal with every thing. Now, this is itself contradiction but I would like to assure the honourable Member that on Federal level we definitely care for the well being of the public and the poor people of *Kachi Abadies*. It is very clear that lot of steps have been taken to safeguard the basic rights of people and as such there have been a lot of recommendations made from the Federal Ministry to the provincial Ministries and *Insha Allah* action will be taken upon them. Thank you.

جناب چیئرمین : آپ کی تسلی ہو گئی کہ نہیں ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ جو چمڑے کے کارخانے سے گندا پانی آتا ہے اس کے لئے یقین دھانی کرائیں کہ یہ فوری طور پر بند ہو جائے گا۔

Begum Afsar Riza Qizilbash: Well Sir, I would like to inform the honourable Member that we will definitely impress upon the Provincial Government as much as we can.

Mr. Chairman: Not pressed. Next. Mr. Ishaq Baluch No. 104.

میرنبی بخش زہری: clarification کی ضرورت ہے۔ ہمارے آنربل ممبر نے کہا ہے کہ غریب عوام۔ چونکہ ایک پارٹی غریب عوام پارٹی ہے آیا یہ اس کی جانب سے بول رہے ہیں یا جماعت اسلامی کی طرف سے؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جماعت اسلامی کی طرف سے۔

ADJOURNMENT MOTION ; *RE* : NON-AVAILABILITY OF RELIEF TO THE PEOPLE AFFECTED BY HEAVY RAINS IN BALUCHISTAN

جناب محمد اسحاق بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! مورخہ ۲۰ فروری کو گوادر میں قیامت خیز بارش ہوئی ہے۔ جس کے نتیجے میں آنکڑہ اور ڈور کے بند ٹوٹ گئے ہیں جس کی وجہ سے شجیے سماعیل کا گاؤں کی جو کہ ایرپورٹ اور گوادر کے درمیان واقع ہے اور اس کی آبادی تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے، زیر آب ہے۔ اس طوفان خیز بارش کے نتیجے میں ابھی تک دو انسانی لاشیں ملی ہیں اور سینکڑوں مویشی پانی میں بہہ گئے ہیں چند لوڈنگ گاڑیاں، ٹویوٹا جیپ اور آئل ٹینکر یا تو پانی میں بہہ گئے ہیں یا ندی میں پھنس کر ناکارہ ہو گئے ہیں اور شہر کے اندر بارش کا پانی کھڑا ہے اور انسانی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ حکومت نے تادم تحریر کوئی امدادی کارروائی نہیں کی ہے۔ یہ صورت حال سخت تشویش ناک ہے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب نورانی صاحب۔

جناب زین نورانی: جناب technically میں اسے oppose کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج سینٹ کے اندر Senators نے ساری adjournment motions شاہد provincial subject کی دی ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی ایک provincial subject ہے۔ flood relief کا معاملہ provincial subject ہے۔ بہرحال اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی درست نہیں کہ حکومت نے کوئی relief نہیں دی۔ سینیٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ provincial Government نے پانچ لاکھ روپے فوری طور پر release کئے ہیں اور

ساتھ ہی ساتھ local authority سے یہ کہا گیا ہے کہ مزید جتنی رقم کی ضرورت ہو گی انہیں مہیا کی جائے گی۔ فیڈرل گورنمنٹ کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی اس قسم کے حادثات ہوں اور provincial Government کو پیسوں کی ضرورت ہو تو فیڈرل گورنمنٹ کبھی بھی کسی موقع پر "نہ" نہیں کرتی۔ مجھے آپ کو یہ اطلاع دینے میں فخر محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے معزز سینٹر اسحاق بلوچ صاحب جنہوں نے یہ تحریک التواء پیش کی ہے، آج ہی یہ معاملہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وزیر اعظم صاحب کے سامنے اٹھایا تھا، جس کے نتیجے میں انہوں نے یقین دلایا ہے کہ چیف منسٹر کے ساتھ وہ کل ہی بات کر کے، جس قسم کی relief کی انہیں ضرورت ہو گی وہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کی جائے گی۔

جناب محمد اسحاق بلوچ: میں مشکور ہوں وزیر صاحب کا کہ انہوں نے یقین دھانی کرائی ہے۔ یہ تحریک التواء میں نے ۲۳ تاریخ کو پیش کی تھی۔ ایک ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں ٹیلیفون نہیں ہے۔ یہاں سے کوئٹہ یا کراچی سے میں اپنے علاقے میں ٹیلیفون کرتا ہوں۔ پہلے صورت حال کچھ اور تھی اور آج کچھ اور ہے۔ پہلے مجھے اطلاع ملی تھی کہ صرف گوادر میں اور اس وقت حالات یہ ہیں کہ گوادر اور تربت دونوں میں تقریباً ایک ہزار مویشی مر گئے ہیں۔ ان مویشیوں میں بیل، گائیں بکریاں شامل ہیں۔ اور تقریباً بیس پچیّس گاڑیاں، آئل ٹینکر، وغیرہ زیر آب آ گئی ہیں۔ ایک علاقہ جس کا میں نے تذکرہ کیا ہے شجبے سماعیل ہے۔ وہ پورے کا پورا گاؤں زیر آب ہے۔ تربت منڈ تم، شاہی تم اور ناصر آباد بھی اسی طرح زیر آب ہیں۔ یہاں تقریباً پانچ اموات ہو چکی ہیں۔ جن میں تین مرد ایک خاتون اور ایک دس سالہ بچہ بھی شامل ہے جبکہ دو اموات گوادر میں ہوئی ہیں اسی طرح پسنی میں بھی کچھ نقصان ہوا ہے جس کی اطلاعات پوری طرح ابھی مجھے نہیں ملی ہیں۔ جناب جام صاحب وزیر اعلیٰ نے ازراہ کرم صرف پانچ لاکھ روپے گوادر کے لئے دیئے ہیں۔

جناب والا! پانچ لاکھ روپوں میں تو پانچ غسل خانوں کی لپائی نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے میری استدعا ہے بلکہ میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب اپنے Relief Fund سے ہماری مدد کریں تاکہ ہم بے گھر لوگوں کی امداد کے لئے کچھ کارروائی کریں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے آپ کو وہی assurance دلانے کی کوشش کی ہے۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : میں سمجھ گیا ہوں۔ لیکن پھر بھی اس وقت حالات کچھ اور تھے آج حالات کچھ اور ہیں۔ پہلے میں نے یہاں صرف ایک سو مویشیوں کا تذکرہ کیا تھا۔ لیکن آج حالات یہ ہیں کہ میں ایک ہزار مویشیوں کا تذکرہ کر رہا ہوں۔

میر نبی بخش زہری: اب مویشیوں کا نقصان بہت ہو گیا ہے۔ مرنے کی اطلاع زیادہ ہے اجازت دیں کہ ہم اس پر کچھ کہیں۔

جناب چیئرمین : رولز کے مطابق ہی ہو گا۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : جناب والا! ہماری بدنیصبی ہے کہ جہاں ہم اور لوازمات سے محروم ہیں ٹیلیفون وغیرہ سے، وہاں ہم ذرائع ابلاغ سے بھی محروم ہیں۔ اگر پنجاب ہوتا یا سندھ ہوتا یا سرحد ہوتا تو پھر پریس کا منہ کھل جاتا۔ اگر وہاں ٹیلی ویژن ہوتا، ریڈیو ہوتا تو پھر یقیناً حالات کچھ اور ہوتے۔

جناب زین نورانی : جناب میں نے وزیر اعظم صاحب سے جو سینیٹر صاحب کی گفتگو ہوئی ہے اس کی بنیاد پر assurance دی ہے اور چونکہ یہ مسئلہ مصیبت زدگان کا ہے اس لئے میں کسی controversy میں نہیں پڑنا چاہتا اور نہ جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں حکومت کی اطلاعات کے مطابق وہ درست نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد اسحاق بلوچ : نہیں جناب۔

Mr. Chairman: Not pressed. Next Maulana Samiul-Haq.

پیشتر اس کے کہ میں آپ کو تحریک پیش کرنے کی اجازت دوں میری ایک مشکل حل کر دیں۔ اسی موضوع پر مولانا کوثر نیازی صاحب کی بھی ایک موشن ہے۔ اب آپ بتائیں کہ مولانا کی جمع کیا ہوتی ہے ؟

مولانا سمیع الحق : مرغی حرام ہو جائے گی اور تحریک مسترد ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین : جب دو مولانا جمع ہوں تو لغت میں اسے کیا کہیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

ADJOURNMENT MOTION ; *RE* : ACTIVITIES OF FREE-MASON MOVEMENT AGAINST THE PROCESS OF ISLAMIZATION

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے قومی اور فوری نوعیت کے ذیل کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی نے اپنے حالیہ شمارہ ۱۴ تا ۲۰ فروری ۸۶ء میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کالعدم فری میسن تنظیم نے پاکستان میں اسلامائزیشن کو ناکام بنانے کے لئے منظّم کارروائی شروع کی ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں یونائیٹڈ گرینڈ لاج آف انگلینڈ کے لیٹر پیڈ پر گرینڈ لاج بمبئی کا ایک تحریری ہدایت نامہ شائع کیا گیا ہے۔ پاکستان کے ایک فری میسن کے نام دستی طور پر بھیجے گئے اس خط میں لکھا ہے کہ اسلامائزیشن کے نام پر آپ کے ہم وطنوں کے استحصال کا عمل یقیناً اس تنظیم کے مفادات کے منافی ہے۔ ان برائیوں کے خلاف آپ نے جدوجہد کا جو آغاز کیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ کیونکہ فری میسن ایک ایسی تنظیم ہے جو ایک برتر وجود پر یقین رکھتی ہے اور وہ مذہب و عقائد کی پرواہ نہیں کرتی۔ آگے چل کر لکھا گیا ہے لہٰذا مستقبل قریب میں آپ دیکھیں گے کہ استحصال کی یہ کوشش عارضی ثابت ہوگی۔ اس خط کے ساتھ تنظیم کا تازہ ترین لٹریچر بھی بھیج رہا ہوں جسے آپ حسب خواہش استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب والا! جس شخص کے نام خط لکھا گیا ہے اس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ فری میسن تنظیموں کو روبعمل لانے کے لئے سرگرم ہے یہ شخص ۲۷ سال سے بیمہ کی صنعت کے سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اسلامائزیشن کے خلاف اس کالعدم تنظیم کی منظّم سازش کے خلاف جس کا قطعی تحریری ثبوت اصل خط کا عکس ہے جو منسلک ہذا ہے، بذریعہ تحریک التواء، ایوان کی خصوصی توجہ اور بحث کی مستحق ہے۔

مولانا کوثر نیازی: روزنامہ "جنگ" لاہور نے خبر دی ہے کہ پاکستان میں فری میسن تحریک نے اپنی ممبر سازی شروع کر دی ہے اس سلسلے میں اخبار نے یونائیٹڈ گرینڈ لاج آف انگلینڈ کے لیٹر پیڈ پر پاکستان کی فری میسن تحریک کے نام لکھا جانے والا خط بھی شائع کیا ہے۔ خط میں پاکستانی فری میسن کا شکریہ ادا کیا گیا ہے کہ اس نے یونائیٹڈ گرینڈ لاج آف انگلینڈ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہاں سے ممبر بنانے کا کام کیا یہ خط ایم بی ایس ہیگن کمانڈر رائل نیوی گرینڈ

سیکرٹری کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر بحث کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی روک دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر انصاف کیا آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ؟

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے جو تحریک پیش کی مجھے اس کو technical بنیاد پر اپوز کرنا پڑا۔

ایک معزز رکن: oppose کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

جناب اقبال احمد خان: شرف تو مولانا صاحب کو حاصل ہوا مرغی کا۔ تو جناب یہ technically in-admissible ہے۔ اس کے جو حقائق ہیں ان کے متعلق میں کچھ گزارش نہیں کر سکتا کہ اس میں کیا ہے۔ کیوں کہ جس اخبار کا یا رسالے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے لیکن میں صرف technically عرض کرتا ہوں

It should be restricted to a matter of recent occurrence

اس کے اندر جو کچھ کہا گیا ہے وہ recent occurrence نہیں ہے۔ یہ فری میسن کی تحریک تھی جس پر حکومت نے پابندی عائد کر دی تھی اور ان کی جو یہاں properties تھیں وہ بھی ضبط کر لی گئی تھیں اور یہ بات میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن جہاں تک مجھے علم ہے لاہور ہائی کورٹ کے اندر ان properties کے متعلق case بھی چل رہا تھا اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے یا نہیں۔ لیکن بہر حال یہ کم از کم clause (j) کے تحت کہ It shall not deal with a hypothetical case ; in-admissible ہے۔ اس لئے میں جناب technically اس کو oppose کرتا ہوں۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں تفصیلات سے پہلے صرف ان دو باتوں کا جواب دیتا ہوں۔ ایک تو انہوں نے یہ بنیاد بنائی کہ میرے سامنے وہ رسالہ نہیں ہے میں نے اس تحریک التوا کے ساتھ پورا مکمل رسالہ منسلک کر کے بھیجا ہے۔ یہ ان کی بے خبری کی انتہا ہے کہ تحریک تو پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ متعلقہ مواد نہیں پڑھتے اور خط کا جو فوٹو ہے یعنی عکس ہے وہ بھی میں نے ساتھ بھیج دیا ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ فری میسن کے بارے میں ۱۹۷۴ء میں قطعی فیصلہ ہو چکا تھا پاکستان قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق صاحب نے قرارداد پیش کی تھی اور اس کے جواب میں وزیر داخلہ جناب عبدالقیوم خان صاحب نے اعلان کیا تھا اور

[Maulana Sami-ul-Haq]

فری میسن تنظیم پر پابندی لگ گئی تھی۔ یہ ایک طے شدہ معاملہ ہے اور حکومت کی طرف سے اس تنظیم پر پابندی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ تنظیم پر پابندی ہے یا نہیں ہے ہم ایک عظیم کام میں لگے ہوئے ہیں جو اسلامائزیشن کا کام ہے اب اگر کہیں سے اس کے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہے اور رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے تو ہمیں اس کا نوٹس لینا ہو گا، عشق است و ہزار بدگمانی، اگر اس معاملے سے ہماری دلچسپی ہے، ہم اسلامائزیشن کے بارے میں سنجیدہ ہیں تو ہمیں ہر بات کو اس طرح ٹالنے کی بجائے اس کی پوری تحقیق کرنا ہو گی۔ ہمیں خدشہ ہے کہ یہاں جو سلسلہ چلا ہے اسے مختلف طریقوں سے پیچھے ہٹایا جا رہا ہے اس شخص نے خط میں اطلاع دی ہے کہ مستقبل قریب میں آپ دیکھیں گے کہ استحصال کی یہ کوشش عارضی ثابت ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اقبال خان صاحب اگر ہمارے ہر معاملے کو اس انداز میں ٹالتے رہیں گے تو ان کوششوں میں سے کہیں یہ بھی ایک ایسی کوشش نہ ہو جو استحصال کی ان کوششوں کو عارضی ثابت کریں۔

جناب والا! یہ معاملہ بالکل واضح ہے اور اس میں میرے خیال میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو وہ ٹیکنیکل بنیاد پر رد کریں۔ آج تمام اخبارات میں تمام تفاصیل آئی ہیں۔ یہاں میرے پاس جنگ اخبار ہے اور آج کم از کم انہوں نے پڑھا ہو گا کہ پاکستان میں فری میسن نے رکنیت کی مہم شروع کر دی ہے اگر یہ باتیں غلط ہیں تو ان کو تردید کرنی چاہئے یا اس معاملے میں وہ اگر یہاں کہہ دیں کہ ہم کوشش کریں گے کہ ایسی سازشیں نہ ہوں جو اسلامائزیشن کی راہ میں رکاوٹ بنیں تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہو گا۔ فری میسن تو ایک قطعی اسلام دشمن تنظیم ہے۔ صیہونیت کی ایک شاخ ہے اور اس کی سرگرمیاں کہیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں ساری دنیا میں اس پر لٹریچر ہے اور یہ ثابت شدہ چیز ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب میری تحریک التوا کی مخالفت تو اقبال احمد خان صاحب نے کی نہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں چونکہ دونوں کا موضوع ایک ہے اور دونوں ایک ہی جگہ پیش ہوئی تھیں اس لئے غالباً۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی: غالباً وہ ایڈمٹ ہو گئی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ میں ان کا شکریہ ادا کروں۔

جناب چیئرمین : نہیں میرے خیال میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب اقبال احمد خان : خوش فہمی کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ آپ نے interrupt فرمایا تھا جب میں گزارشات پیش کر رہا تھا تو میں نے کہا تھا یہی مرغی ہے سامنے جس کے متعلق میں گذارشات کر رہا ہوں ۔ بہرحال میں دونوں تحاریک کو ٹیکنیکل بنیاد پر oppose کرتا ہوں لیکن یہاں میں ایک گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے واجب الاحترام مولانا سمیع الحق صاحب نے ابھی ارشاد فرمایا کہ ملک کے اندر کسی تحریک کی طرف سے کوئی کوشش ہو رہی ہے کہ اسلامائزیشن کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جیسے صاحب علم وفکر اور مدبر اور عالم دین اور حضرت مولانا کوثر نیازی جیسے عالم دین جب اس ایوان کے اندر موجود ہیں، تو کون اسلامائزیشن کی ان کوششوں کو سبوتاژ کر سکتا ہے۔ اس حکومت کا یہ پختہ ارادہ ہے کہ ملک کے اندر مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق نظام حکومت ہی نہیں معاشرہ بھی قائم کیا جائے اور جو معاشرہ ہو وہ استحصال سے پاک ہو، یہ استحصال نہیں جس کا ذکر اس تحریک کے اندر ہے بلکہ جو اصل استحصال ہو رہا ہے اس کا خاتمہ اسلامی قوانین اور جو اسلامی روایات ہیں ان کے مطابق کیا جائے گا۔ جہاں تک یہ جو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کسی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے 'ممبر سازی ہو رہی ہے' میں دونوں معزز سینٹرز صاحبان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میں متعلقہ حکام کو اس کی اطلاع دیتا ہوں کہ وہ ان مسئلوں پر تحقیقات کریں اور اگر کسی نے پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے اور اگر کوئی اسلام کے خلاف کام کر رہا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی سدباب کیا جائے گا۔

مولانا کوثر نیازی : مقصد جناب والا! یہی تھا کہ حکومت کے سامنے یہ بات لائی جائے اور وہ کم سے کم اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ اس کی تحقیقات کی جائے گی اسلئے کہ یہ بڑی سنگین بات ہے کیونکہ یہ مذہبی تنظیم نہیں، آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنی سیاسی تنظیم ہے اور اس کے کیا مضمرات ہیں۔ بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ وزیر صاحب نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں تحقیقات کا حکم دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس تحقیقات کے نتائج سے بھی ایوان کو آگاہ کریں گے۔

مولانا سمیع الحق : میں یہ ایک اضافہ کرتا ہوں کہ آخری حصہ میں جو لکھا گیا ہے کہ جو

[Maulana Sami-ul-Haq]

شخص، جس کے نام یہ لکھا گیا ہے ہم نے یہاں قصداً اس کا نام نہیں لکھا تھا اور اس میں یہ خطرہ بھی تھا کہ جناب اقبال احمد خان صاحب اس بنیاد پر مسترد کر دیں گے کہ مبہم ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی ایک معزز رکن نے سوال کی شکل میں یہ مسئلہ اٹھایا تھا وہاں پہلے تو انکار کیا گیا پھر دوبارہ اس کا جواب دیا گیا کہ ہاں یہ شخص فری میسن سے تعلق رکھتا ہے اور قومی اسمبلی کی لائبریری میں اس جواب کو رکھ دیا گیا ہے۔ میں یہاں یہ نشاندہی کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں کہ اس کا نام مسٹر "خلفے" ہے اور وہ انشورنس کا کنٹرولر ہے جس کے نام خط آیا ہے اس کو باقاعدہ زیر تحقیق لایا جائے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں مولانا کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے نشاندہی کی ہے غیر جانبدارانہ تحقیقات ضرور کی جائے گی۔

مولانا سمیع الحق: میں معزز وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج پہلی دفعہ ان کے ہاتھوں مرغی حلال ہو گئی۔

جناب چیئرمین: الحمد للہ، اتنا میں عرض کر دوں کہ جہاں تک اس فری میسن تحریک کا تعلق ہے۔ ۱۶ جون ۱۹۸۳ء میں ایک مارشل لاء ریگولیشن شائع ہوا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا ہے۔

"The Association commonly known as Free masonry hereinafter referred to as the said association, shall be an unlawful association and shall stand dissolved."

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے پچھلے تین سالوں سے، اس کو غیر قانونی declare کیا ہوا ہے۔ اور یہ dissolved ہے۔ اس سے آگے وہ کہتے ہیں۔

"The Provincial Government concerned may take over the possession of the properties referred to in sub-paragraph (1) with the use of such force as may be necessary and put such property to such use by transfer or otherwise as it may deem fit."

لاہور میں فری میسن کے نام سے جو ایک لاج ہوتا تھا اس کو بھی صوبائی حکومت نے لے لیا اس کو گرا دیا اور اس کی جگہ اب "ایوان اقبال" کے نام سے موسوم عمارت بن رہی ہے۔ آخر میں ایک جملہ ہے۔

"Contravention of this provision of the Paragraph or any obstruction caused in giving effect to the provision of the Paragraph (t) shall be punishable with rigorous imprisonment for a term which may be two to three years with fine or with both."

سزا بھی اس میں تجویز شدہ ہے جہاں تک اس خط کا تعلق ہے یہ ۲۸ جون ۱۹۸۵ء کا ہے اور اقبال احمد خان صاحب نے technical بنیادوں پر اس کو جو oppose کرنے کی کوشش کی وہ بالکل صحیح تھی، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ لوگ اس پر اصرار نہیں کر رہے۔

The motion is not pressed.

جناب اقبال احمد خان: آپ کی اجازت سے میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مارشل لاء ریگولیشن کا حوالہ آپ نے دیا ہے وہ اس وقت saved ہے اور اس وقت قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کو منسوخ نہیں کیا گیا'

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: کہا گیا ہے کہ 'ایوان اقبال' اس جگہ پر بن رہا ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں 'ایوان اقبال' اس جگہ پر نہیں بن رہا، بلکہ وہ بلڈنگ حکومت پنجاب کسی اور دفتر کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ 'ایوان اقبال' دوسری جگہ بن رہا ہے۔

جناب چیئرمین: پہلی تجویز وہی تھی'

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: اور جنل وہی تھی'

GENERAL DISCUSSION ON THE REPORTS OF C.I.I.

Mr. Chairman: Thanks. This finishes the adjournment motions.

Now we take up item No. 3. Discussion on the following Reports of the Council of Islamic Ideology :

1978-79
1980-81
1981-82
1982-83
1983-84

[Mr. Chairman]

ہم نے عقائد اور عبادات پر بحث شروع کی تھی ' اور اس پر کئی ایک صاحبان اپنا اظہار رائے کر چکے ہیں اور جو بولنا چاہتے ہیں وہ بھی اپنی رائے کا اظہار کر لیں۔ لیکن میں ایک عرض کروں گا میں نے جناب وزیر مذہبی امور سے درخواست کی تھی کہ وہ اور موضوع بھی بتا دیں تا کہ ہر ایک موضوع کے لئے ہم وقت کا تعین کر سکیں' ورنہ یہ پھر interminable debate ہو گی اور وہ ختم نہیں ہو گی ' آج اگر عقائد اور عبادات پر کوئی اور صاحب بولنا چاہتے ہیں تو آج اس کو ختم کر لیتے ہیں۔ کل سے پھر دو دنوں کے لئے کوئی اور موضوع لے لیں گے آئندہ دو دنوں کیلئے ایک اور موضوع لے لیں گے۔ تو جناب وزیر محترم صاحب اس point پر روشنی ڈالیں۔

میر حاجی ترین: اس میں جناب ہمارے پاس جو موضوع ہیں وہ عقائد و عبادات 'نظام قانون و عدل 'نظام معیشت 'نظام تعلیم 'طرز معاشرت 'نشر و اشاعت یہ چھ موضوعات ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر ایوان کو منظور ہے تو انہیں اسی order میں لے لیتے ہیں ' آج جو صاحبان عقائد و عبادات پر بولنا چاہیں تو اسے آج ختم کر لیتے ہیں کل سے پھر نظام قانون و عدل کو لے لیں گے اس کے لئے زیادہ سے زیادہ شاید ایک ہی دن ہمیں مل سکے گا ' کیونکہ میرے خیال میں اجلاس pro-rogue کر رہے ہیں اس لئے مارچ کے پہلے ہفتے تک اس کو طول دینا غالباً مشکل ہو جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین ! میں بھی یہی پوچھنا چاہتا تھا ' چونکہ اس بات کا غالب امکان ہے کہ مارچ کے پہلے ہفتے سے ہمارا یہ session prorogue ہو جائے۔ اس لئے کیا آپ یہ visualise کرتے ہیں کہ ان سارے موضوعات کے اوپر discussion آپ اسی session کے اندر مکمل کروالیں گے یا جو تجویز میں نے پہلے رکھی تھی ' کچھ اور ممبرز نے بھی دی تھی کہ اگر ہم کمیٹیز بنا کر ان تمام سفارشات کا in depth مطالعہ کریں اور اس کے بعد پھر کوئی چیز concrete شکل میں سامنے آ سکے ' کہ کس چیز پر قانون آنا ہے کس پر policy directives issue ہو سکتے ہیں ' کس معاملے میں مزید مطالعے اور تحقیق کی ضرورت ہے جو ہم خود کریں یا آئیڈیالوجی کونسل کو بھیجیں ' یہ تینوں options ہمارے سامنے ہو سکتے تھے ' اور میں نے عرض کیا تھا کہ اس کے ساتھ یہ مسئلہ بھی طے ہو جائے تو شاید ہم زیادہ اچھی طرح کام نمٹا سکیں۔

جناب چیئرمین: میری رائے یہ ہے حتی الامکان اس بحث کو ہم اس اجلاس کے پروروگ ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیں۔ دوسرا جہاں تک کمیٹیز کا تعلق ہے یہ general discussion ختم ہو جائے تو اس کے بعد ضرور کوئی صاحب یہ move کریں کہ کمیٹیاں بن جائیں تاکہ اس ایوان میں جو بحث ہوئی ہے۔ اس کی روشنی میں اپنی سفارشات مرتب کر کے وہ وزیر انصاف صاحب کے حوالے کر دیں، کہ آئندہ جو law making ہے وہ اس بنیاد پر ہو، میرے خیال میں کمیٹیز کی افادیت بحث ختم ہونے کے بعد زیادہ ہوگی۔

In the form of a resolution winding up the discussion.

پروفیسر خورشید احمد: اگلے چار دن میں آپ پانچ موضوعات کو کیسے ختم کر دیں گے یہ ممکن نہیں ہے۔ اس میں ایک Private Members Day آرہا ہے۔

جناب حسن اے شیخ: کمیٹیز بننے کے بعد ان کی رپورٹ ڈسکس ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: بات تو وہی ہو جائے گی۔ بحث جب مکمل ہو جائے تو ان کے جو میجر پوائنٹ ہیں وہ لئے جائیں اس کا کوئی اور طریقہ ہے۔ اس کام کو ختم کرنے کے لئے ہمارے پاس کتنے دن ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب اگرچہ میں یہ نہیں کہنا چاہتا، اور میری گزارش شاید نامناسب تصور کی جائے اگر معزز اراکین خود یہ پسند فرمائیں تو پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ہم اس رپورٹ پر dispense with کرنا تصور کریں اس طریقے سے بھی ایک دن اور مل جائے گا تاکہ اس کو ختم کیا جا سکے۔ جہاں تک کمیٹیز کی رپورٹ کے متعلق آپ نے فرمایا ہے اس ضمن میں جب یہ بحث مکمل ہو جائے تو اس کی propriety کو دیکھا جا سکتا ہے، کہ کمیٹیز میں پیش ہونا چاہئے یا نہیں، اور اگر ہونا ہے تو پھر اس کا کام تو یہی ہو گا، کہ جائزہ لے کر وہ حکومت کو اپنی رپورٹ دے دے گی، اور official committees کی جو ذمہ داری ہے وہ اس وقت شروع ہو گی جب ہم قانون بنا کر پیش کر دیں گے۔ جس کی ضرورت ہوئی اسے پھر دوبارہ کمیٹیز کے پاس بھیجا جا سکتا ہے، اگر اس مرحلے پر ہاؤس یہ فیصلہ کرے کہ اس کو کمیٹیز کے سپرد کر دیا جائے تو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ وہ رپورٹیں اس ہاؤس کے اندر زیر غور آئیں گی، اس میں پھر وقت صرف ہو گا، اور اسکے بعد جو اگلا سیشن ہو گا وہ اس میں زیر غور آ جائیں گی بہرحال جس طریقے سے اراکین پسند فرمائیں اگر اس پر اپنی آراء ہمیں دے دیں

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

اور اس میں تھوڑا سا یہ کر لیا جائے کہ شروع کا جو ہمارا business ہوتا ہے اس میں ہم تھوڑا سا وقت بچا سکیں، موشنز کے سلسلے میں، اگرچہ یہاں زیادہ موشنز نہیں آ رہی ہیں، لیکن کوشش کریں کہ اس کو ختم کریں۔ اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اگر dispense with کرنا پسند فرمائیں، تو اس آئینی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ایک دن اور بھی ہمیں مل جائے گا۔ بہرحال یہ ان کا حق ہے۔

جناب چیئرمین : سوال ترجیحات کا ہے priorities کا ہے اور وہ ہاؤس کے ہاتھ میں ہے۔ جس طریقے سے بھی آپ اپنا business organize کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میں ایک اور آخری گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ نے متعدد مرتبہ درست طور پر ارشاد فرمایا لیکن اراکین کی خواہش بھی تھی اور میرا ایک اور plan تھا کہ اگر ہمیں اس دوران کچھ وقت مل جاتا، تو ہم ایک آدھ پالیسی بھی پیش کر دیتے کہ حالیہ اجلاس میں ایک آدھ پالیسی پر بھی جو اہم ہو اس پر بھی ڈسکشن کر لیں، اس کا جناب والا! ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ یہ جو پانچ چھ ہفتے درمیان میں recess ہو گی اگر کسی پالیسی پر ایوان نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہو گا تو اس عرصے کے دوران کم از کم اس particular پالیسی پر حکومت کو بھی کچھ عمل کرنے کیلئے یا کچھ انتظامات کرنے میں آسانی ہو سکے گی۔ لیکن یہ بہرحال ایوان کا حق ہے اور آپ کی راہنمائی میں جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہو گا۔

اب میری تجاویز مختصراً تین ہیں نمبر ۱۔ Private Members Day کو اس رپورٹ کے لئے dispense with کر لیں، یا یہ کہ رپورٹ کے جتنے حصے مکمل ہوتے ہیں وہ کر لئے جائیں اور اگر دو تین بچتے ہیں تو ان کو defer کر لیا جائے اور ایک آدھ دن نکالا جائے کہ ہم کوئی پالیسی آپ کے سامنے رکھ دیں، جو بھی آپ فیصلہ فرمائیں ہم اس کی پوری طرح تعمیل کریں گے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! ایک دن سے تو کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا، آپ نے دیکھا ہے کہ صرف عقائد اور عبادات پر بحث ہو رہی ہے اور کئی دن سے ہو رہی ہے اور جن موضوعات پر مزید بحث ہونی ہے وہ انتہائی اہمیت کے حامل موضوعات ہیں، اور ہم ان کا حق ادا نہیں کر سکیں گے اگر ہم ایک دن بڑھا بھی دیں، تو تین چار دن میں بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکے گا، جہاں تک Private Members Day کا تعلق ہے اس میں اس وقت

بہت اہم چیزیں زیر غور ہیں، میرا خیال ہے اس کو اس لئے کہ یہ بحث ہو رہی ہے ملتوی نہیں کرنا چاہئے اور اس حق کو سلب نہیں کرنا چاہئے۔

جناب والا! اس کی وجہ یہ بھی ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل کو talked out کر دیا جائے۔ اور بس یہ بات چیت ہو جائے اور اس کے بعد یہ ختم ہو جائے جس طرح پہلے بھی وزیر مملکت برائے مذہبی امور نے پہلی بحث کو wind-up کیا ہے اس سے بھی ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ کچھ کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور صرف ایوان کو بحث کرنے کا ایک موقع دینا ہے تو محض بحث کے لئے اس پرائیویٹ ممبرز ڈے کو آپ نہ لیں، میں یہ دوبارہ گزارش کروں گا یہ یقین دھانی کرانے کے لئے اور اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ محض وقت گزاری کے لئے زیر غور ہے اس کے لئے وزیر عدل و انصاف کو ضرور کوئی یقین دہانی کرانی چاہئے اور کوئی mechanism ہمارے سامنے لانا چاہئے کہ اس طریقے سے آپ کی جو بحث اور سفارشات ہیں ان کی impelmentation ہوگی اور اس پر بحث کا کوئی نتیجہ نکلے گا۔

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Thank you, Sir.

Sir, my proposal would be that we should retain the use of Private Members Day because of the very limited time that we have in this case. However, my suggestion is that whereas we have been meeting on Tuesday, perhaps, next week, if the honourable Minister is able to consider it requesting a session for Tuesday and, if necessary, at least, I would be willing to attend two sessions per day. And my further suggestion would be that Private Members Day remains on sunday that we discuss these reports on Monday and Tuesday and for Wednesday and Thursday, if practicable, we could take up the policy issue that he has referred to and defer consideration of the rest of the reports for the next meeting.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! قبل اس کے کہ وزیر عدل جواب دیں ایک گزارش میں بھی کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو میں اپنے ساتھیوں کی تائید کرتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہرگز ختم نہیں ہونا چاہئے اسے ضرور رکھئے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ان پانچ موضوعات کو

[Prof. Khurshid Ahmad]

دن رات بھی لیں تو آپ ان کو اس سیشن میں ختم نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ہمیں rush through نہیں کرنا چاہیئے۔ جن موضوعات کا ہم حق ادا کر سکیں اس پر ہم کفایت کریں اور باقی بحث آئندہ سیشن میں کریں۔ البتہ اگر وزیر عدل یہ چاہتے ہیں کہ کسی policy issue کو اس سیشن میں لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے' وہ لے آئیں۔لیکن میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی نواں آئینی ترمیمی بل بھی ہمارے سامنے ہے اور چونکہ ہاؤس کے سامنے رپورٹ آچکی ہے۔ اس لئے ہمیں اس پر بھی بحث کرنی ہے اور اسے منظور کرنا ہے۔ اس لئے کہ پوری قوم سے ہماری یہ commitment ہے کہ اس سیشن میں نویں ترمیم کو لے لینا ہے' اس لئے اس کو بھی آپ نظرانداز نہ کریں۔

اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کو جنرل بحث پہلی رپورٹ پر اور عقائد و عبادات پر جاری رکھنی ہے اور باقی پانچ رپورٹس کی بحث پر ٹھہرنا پڑ جائے تو یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہوگی بشرطیکہ آپ نویں دستوری ترمیم کو لے لیں' آپ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اسی طریقے سے قائم رکھیں اور اس کے ساتھ حکومت کسی پالیسی ایشو کو لانا چاہتی ہے تو اس پر گفتگو ہو جائے' ورنہ نظام قانون و عدل کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جہاں تک legislative business کا تعلق ہے ایک تو ہمارے سامنے 9th Amendment Bill ہے دوسرا آج سٹینڈنگ کمیٹی میں ایک پرائیویٹ ممبرز بل جو پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ ۴۹۹ کے متعلق تھا وہ بھی آ گیا ہے۔ تو یہ دو موضوعات ہمارے سامنے ہیں جنہیں ہم اس میں نمٹا سکتے ہیں۔ جہاں تک پالیسی issues کا تعلق ہے فی الحال میں نہیں کہہ سکتا کہ وزیر محترم کے ذہن میں کیا ہے' لیکن وہی پالیسی issues ان reports سے بھی arise ہو سکتے ہیں اگر نظام عدل ہے اور اس پر جو کچھ آپ نے کرنا ہے Islamization کی سب چیزیں اس میں آ سکتی ہیں' اس میں قاضی کورٹس' شریعت کے نفاذ وغیرہ کے لئے قوانین آ سکتے ہیں یہ سب آ سکتے ہیں اور پالیسی issues اگر معیشت کے متعلق ہیں اگر آپ نے corruption کو دور کرنا ہے' لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو حل کرنا ہے تو کوئی ایسا موضوع نہیں ہے جو ان باقی ماندہ پانچ موضوعات کے تحت discuss نہ ہو سکے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کس طریقے سے دستیاب وقت میں ان موضوعات کو لیا جائے یہ میری ذاتی رائے ہے لیکن ہاؤس جو چاہے فیصلہ کرے کہ پرائیویٹ

ممبر زڈے رکھیں ' نہ رکھیں لیکن پھر یہ جاوید جبار صاحب کی تجویز ہے کہ Tuesday کو بھی رلیں اگر سینٹ کا اجلاس اسمبلی کے اجلاس سے clash نہ ہوتا ہو تو اس پر بھی آپ غور کر لیں کہ یہ تجویز feasible ہے یا نہیں اس پر بھی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا گیا کہ یہ سوالات اور privilege اور ایڈ جرنمنٹ موشنز پر جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے فی الحال یہ بہت ضروری ہے اور میرے خیال میں یہ چیز ہر session میں ہونی چاہئے لیکن اگر ترجیحات کی بنا پر اس کو آپ ملتوی کرتے ہیں تو اس کے متعلق بھی سوچ لیں کیونکہ مشکل یہ ہوتی ہے کہ دو/ تین گھنٹے کے بعد تو پھر وہی سوال اٹھتا ہے کہ صاحب کورم نہیں ہے اور میرے مشاہدے میں یہ ہے اور حافظ کا شعر اس پر صادق آتا ہے۔

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

جو اصحاب شاید سب سے پہلے کورم پہ اعتراض کرتے ہیں۔ وہی اعتراض کرنے کے بعد آہستہ سے کھسک جاتے ہیں وہ جو توبہ فرمایاں ہیں۔ یعنی چرا خود توبہ کمتر می کنند اس کا جواب ابھی نہیں ملا ہے اگر آپ ایڈ جرنمنٹ موشن کو سوالات کو وہ priority نہیں دے رہے جو ان دو کو دے رہے ہیں تو وہ وقت کچھ کم ہو سکتا ہے یا اس کو for this period کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس پر کوئی اظہار خیال فرمائیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ جو reports on Family Planning ہے' یہ ان میجر پانچ موضوعات کے تحت نظر نہیں آتی۔ یہ بڑی اہم رپورٹ ہے اس کو discuss کرنا بہت ضروری ہے اور شاید پورا دن ہی اس میں لگ جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تک آپ یہ سوال و جواب ------ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ تو شریعت کا نفاذ ہے اس میں جو عائلی قوانین ہیں اور نویں ترمیمی بل کا ایک حصہ ہیں وہ خود بخود آجائے گا۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: نہیں جی نہیں report on Family Planning not on Family Law Ordinance.

یہ جو رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل نے دی ہوئی ہے اس طرح کی ان رپورٹوں کے لئے وقت

چاہئے۔ مجھے آپ کی اسی بات سے بالکل اتفاق ہے کہ سوالات اور adjournment motions کو dispense with کر دیں تو ان تین چار دنوں میں کافی کچھ cover ہو سکتا ہے۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا ! ابھی سوال یہ سامنے پیش ہوا ہے کہ جس انداز سے ۷۸ - ۱۹۷۷ء کی رپورٹ کو منسٹر صاحب نے windup کیا ہے وہ قابل تعریف ہے اس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ چیز قابل بحث ہے یا نہیں لہٰذا میں کہتا ہوں کہ یہ رپورٹ فوری نوعیت کی بڑی اہم چیز ہے اس میں بہت کچھ discuss کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے کو اور وقفہ سوالات کو بھی dispensed with کر دینا چاہئے تاکہ لوگوں کے سامنے یہ بات آئے کہ یہ لوگ مخلص ہیں اور بحث کے بعد اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ ایک اور بات میں عرض کروں کہ یہ پروسیجر طے کرتے کرتے ہم اتنا وقت ضائع کر رہے ہیں کارلائل کے متعلق مشہور ہے کہ

He wrote twenty three volumes of Silence.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : میں پہلے بھی عرض کر چکا تھا کہ نظریاتی کونسل نے بہت کام کیا ہے بجائے اس کے کہ ہم لمبی چوڑی باتیں کریں۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس میں کمی کیا ہے یا جس پر اعتراض ہے اسی پر بحث کریں اور اسی پر ہماری تقاریر ہوں اور باقی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ ہے اسے ہو بہو نافذ کیا جائے' بات نافذ ہونے کی ہے' باتوں کی نہیں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : جہاں تک نفاذ کا تعلق ہے وہ اگر وزیر انصاف صاحب چاہیں بھی' جو بالکل ان کا ارادہ نہیں ورنہ ہو سکتا ہے تو نہیں کر سکیں گے کیونکہ آئین میں provide ہے کہ

he shall enact laws in respect thereof within a period of two years.

دو سال کے اندر اندر انہوں نے laws بنانے ہیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : وہ بنانا شروع کر دیں۔ ہمیں یہ منظور اور قبول ہے۔ اس کے بعد یہ شروع کر دیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

Mr. Javed Jabbar : Sir, may I suggest, since this is a very useful device to focus attention, if you could employ some mechanism in the Chamber to decide the priorities of certain adjournment motions, then perhaps the honourable Members would agree not to submit certain issues............................*(interruptions)*.

Mr. Chairman : That is very clearly stated in the rules. Actually, the motions which I permit to be read out in the House, I could have killed them in my Chamber but considering that they are of certain importance and that they do deserve to be brought to the notice of the Government and that they do deserve to be brought to the notice of the general public also, not that they are admissible and not that they can be discussed in the House as adjournment motions but simply from that point of view I am allowing them to be brought here, otherwise most of them I don't think, except in one or two case, an occasion has arisen where an adjournment motion would really be justified, but for a different purpose; it is only a question whether for five days or six days we can restrain ourselves and deny us the privileges and pleasures of the right of moving adjournment motions, if it is serving a better purpose; if it is not, then I entirely agree on it as a device to make the Government accountable for its actions or atleast to inform the House as well as the public about what is happening on various issues. It is the very important function which the Legislatures are discharging.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! یہاں ایک معزز سنیٹر نے یہ اعتراض کیا ہے کہ talk out والی بات ہے۔ اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ آئین کی دفعہ ۲۳۰ کلاز ۴ کی طرف دلاتا ہوں۔ اس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ بحث ہو گی اور اس کے بعد حکومت دو سال کے اندر اندر قانون بنائے گی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کو یہاں discuss کرنا ہے تاکہ اس بحث سے حکومت کی رہنمائی ہو سکے کہ کن کن نکات کے متعلق عوام کا کیا نقطہ نظر ہے اور اسی کی روشنی میں قوانین میں ردوبدل کیا جائے۔ اس لئے شاید یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ خواہ مخواہ بحث کی جا رہی ہے۔

اب جہاں تک ان کے حق کا تعلق ہے، میں نے جب پہلے دن سے یہ پیش کش کی تھی اگر ہم اس دن یہ بات کرتے کہ جناب اس پر کوئی ٹائم لمٹ مقرر کر دی جائے تو اسی صورت میں ممکن ہے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ جناب حکومت ہمیں اس پر بات نہیں کرنے دینا

چاہتی ہم نے یہ جو تمام عرصہ گزرا اس میں کوئی مداخلت نہیں کی کہ اس کا جلدی جلدی فیصلہ کیا جائے اور بحث مکمل کی جائے۔ اب یہ ممبران کا حق ہے اور آپ کی رہنمائی ہے کہ جس طریقے سے آپ چاہیں کریں۔ ابھی جناب پروفیسر خورشید صاحب نے درست طور پر ارشاد فرمایا اور آپ نے بھی۔ میں ابھی نویں ترمیمی بل کی بھی بات کرنے والا تھا یہ مسئلہ بھی ہمارے لئے موجود ہے۔ اس کی رپورٹ آچکی ہے۔ وہ بھی ہم نے آپ کے پروگرام کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔

میں نے جناب والا! اس لئے گزارش کی تھی کہ اگر یہ معزز ایوان چاہے، اگر میں حکومت کی طرف سے چاہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے نہ ہو تو میں اس پر بحث کے لئے تحریک پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن ہمارا ایسا کوئی آئیڈیا نہیں ہے۔ یہ تو ایسے عام بحث میں ہے جیسے کہ آپ نے بھی بڑی مفید تجاویز دیں اس خیال سے کہ ایوان کے لئے ترجیحات معین کر لی جائیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ تحاریک التواء اور سوالات ضرور ہوں تو ٹھیک ہے ضرور ہوں۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے میری کوئی تجویز نہیں ہے۔ وہ تو میں نے بر سبیل تذکرہ ذکر کیا تھا۔ اگر آپ اس کو رکھنا نہیں چاہتے تو بڑے شوق سے پرائیویٹ ممبرز ڈے کو نہ رکھیں ہماری طرف سے کوئی عذر نہیں ہے جناب۔ جہاں تک discussion کا تعلق ہے۔ میری یہی تجویز ہو گی جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے گزارش کی تھی policy matter ، تو یہاں بھی discuss ہو سکتے ہیں لیکن جناب ایک نفسیاتی اثر ہے کہ جب ہم واضح طور پر ایک مسئلہ رکھتے ہیں، motion کے ذریعے اس پر discussion کا نفسیاتی اثر مختلف ہوتا ہے جب رپورٹ کے اندر ہم اسے زیر بحث لاتے ہیں تو وہ کسی اور شکل میں نظر آتا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ چونکہ آپ نے بڑی ہماری رہنمائی کی یہ کہہ کر کہ ضرور ہمیں ڈسکشن کرنی چاہئے تو میں نے جب تجویز دی تھی کہ چونکہ ہمیں چار پانچ چھ ہفتے لگیں گے، میں صحیح تو عرض نہیں کر سکتا کہ اس کی اگلی تاریخ کیا مقرر ہوتی ہے اس دوران میں ہم کم از کم اس طریقے سے لے سکتے ہیں کہ ہم ایک مفید پالیسی پر ڈیسکس کر کے تجاویز دیں۔ یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے اور قوم سے اس کا تعلق ہے اور آئین سے بھی اس کا واسطہ ہے۔ لیکن عام آدمی کو بھی محسوس ہونا چاہئے کہ میرے مسائل پر بھی انہوں نے بحث کی ہے۔ میں نے جب تجویز دی تھی کہ ایک آدھ دن اگر ہمیں مل جائے تو ہم پالیسی میٹر پر discussion کر لیں اور اس کے ساتھ اگر ہم کوئی قانون سازی کر سکیں تو اسے بھی کریں۔

جناب والا! مجھے یہاں تک بھی اعتراض نہیں ہے کہ ابھی فیصلہ کر لیں کہ جناب یہ تصور کر لیا جائے کہ اس پر بحث مکمل ہو گئی ہے۔ ہم کل کے سیشن میں کوئی دوسری اہم چیز لے آئیں گے اس کا آپ جو فیصلہ فرمائیں گے اس کے مطابق ہم عمل کریں گے۔ اس مرحلے پر ہماری طرف سے کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جسے ہم آپ پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ہم باری باری چلتے ہیں۔ جی پروفیسر صاحب

پروفیسر خورشید احمد: اقبال صاحب نے بہت مناسب بات کی ہے۔ کیا ان کے سامنے کوئی ایسا موضوع ہے جسے یہ سینٹ میں لانا چاہتے ہیں۔ مثلاً ٹرانسپورٹ پالیسی' ٹریفک پالیسی؟

جناب اقبال احمد خان: میں جناب والا! اس وقت تو گزارش نہیں کر سکتا۔ میں اس سلسلے میں اپنے رفقاء سے رابطہ قائم کروں گا کہ کون سی پالیسی ڈیبکس کی جا سکتی ہے۔ اس میں آپ بھی تجویز دے سکتے ہیں کہ فلاں پالیسی پر بحث کی جائے۔ انشاء اللہ اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ اگر آپ رہنمائی فرماتے ہیں تو میں متعلقہ محکمے سے رجوع کر کے کہ کیا وہ justify کر سکیں گے' اطمینان بخش طور پر بحث میں حصہ لے سکیں گے وہی موضوع یہاں لے آئیں گے۔ ورنہ جتنے اجلاس ہوں گے ایک دو تین اس میں وقت کی ضرورت کے مطابق پالیسی آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب اگر اس موقع پر ایجوکیشن پالیسی آ سکتی ہے تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: جہاں تک موضوعات کا تعلق ہے جو ان رپورٹوں کے دائرہ کار سے باہر ہیں اور ہاؤس نے اس پر جو اظہار خیال کیا ہوا ہے کہ وہ زیر بحث آنی چاہیں۔ اس میں روڈ ٹرانسپورٹ شامل ہے۔ اس میں تعلیم شامل ہے۔ اس میں کرپشن شامل ہے۔ اس میں عدل و انصاف کا موضوع شامل ہے۔ یہ چار تو مجھے یاد ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا مضاربہ اور Islamization of banking کے لئے بھی ہم نے کہا تھا۔

جناب چیئرمین: جی ہاں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ سب چیزیں بھی آ سکتی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا step by step چلیں۔ اگر آپ اپنی مرضی سے مجھے

آگاہ کر دیں تو بہتر ہو گا۔ کیا وقفہ سوالات اگلے پانچ چھ دنوں میں ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہیئے؟

معزز اراکین: نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: تحریری جواب پھر بھی آسکتے ہیں۔ آپ جو سوالات دیں گے حکومت کی طرف سے ان سب کے آپ کو جواب دے دیئے جائیں گے۔ ایڈ جرنمنٹ موشنز ہونے چاہیں یا نہیں؟

معزز اراکین: ایڈ جرنمنٹ موشن ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: ان مسائل کا تو فیصلہ ہو گیا۔ اب کیا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہونا چاہئے؟

معزز اراکین: پرائیویٹ ممبرز ڈے ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: کیا منگل کو آپ meet کرنا چاہتے ہیں؟

جناب اقبال احمد خان: یہ جو دونوں ایوانوں میں ہم نے لمبے سیشن کا پروگرام دیا اسی کے مطابق ہی ہم نے متبادل دنوں کی تجویز دی تھی۔ اب منگل کو قومی اسمبلی کا بھی سیشن ہو گا میں اس مرحلہ پر وعدہ نہیں کر سکتا۔ میں اس کو دیکھتا ہوں۔ ہم نے سارا پروگرام حکومتی سطح پر تیار کیا ہوا ہے۔ اگر ہم اسمبلی کے ساتھ صبح یا شام ایک اجلاس کر سکیں تو ہمیں کوئی عذر نہیں ہو گا۔ کوشش کریں گے لیکن اس مرحلے پر ممکن نہیں ہے کہ میں عرض کر سکوں کہ منگل کو meet کر سکیں گے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: پھر آپ ہمیں اتوار تک بتا دیجئے۔

جناب اقبال احمد خان: جی بہتر۔ میں آپ کو بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین: جہاں تک ان reports کے موضوعات کا تعلق ہے اس کی ترجیحات آپ بتا دیں۔ میں پروفیسر خورشید صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ شاید ہم سب کے ساتھ انصاف نہ کر سکیں۔ جہاں تک بحث کا تعلق ہے حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا بعد میں سب کہیں گے۔

ان موضوعات میں سے ترجیحاً" کون سے موضوعات منتخب کئے جائیں۔ نظام عدل و قانون ' اور آگے معیشت اور تعلیم ہے۔ معیشت کا موضوع بہت ہی لمبا ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: ہم قانون اور عدل سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔

جناب چیئرمین : تو پھر وہی ایک مضمون رکھیں۔ اگر کسی policy issue کی آپ نشاندہی کریں گے تو پھر ہم وہ لے لیں گے اور ملتوی شدہ قانون سازی کا جو کام ہے اس کو حتی الامکان مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اب عقائد اور عبادات پر کون صاحب بولنا چاہتے ہیں۔ جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب والا! اس سلسلے میں اتنی ہی گزارش کروں گا کہ

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ

حیات و موت کو عصا بنا لیا میں نے
بنا کے راہ نما لا الہ الا اللہ کو

اس کے اندر عقائد اور عبادات کی بحث ہے۔ قرآن کریم کے اندر جو بڑے موضوع آئے اور جن کے عنوانات بڑے وسیع ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے عقائد ہیں' دوسرے احکام ہیں' تیسرے قصائص ہیں اور چوتھے امثال ہیں۔ یہ قرآن کریم کے وسیع عنوانات رسالت بعث بعد الموت' مرنے کے بعد دوبارہ زندگی' اور اس کے اندر اپنے اعمال کا حساب و کتاب' یہ تین اس کے بڑے عنوانات ہیں' سب سے پہلے لوگوں کو جو دعوت دی جاتی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ' لاشریک جاننا' اس کے اندر بہت بڑی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ' لاشریک رزاقیت کے اندر' ربوبیت کے اندر' خالقیت کے اندر' مالکیت کے اندر ماننا۔ یہ سارے وہ عنوانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں میں آپ وحدہ' لاشریک تسلیم کریں گے' ان کی صفات میں کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے اور یہی وہ نکتہ ہے جس کو سمجھانے کے لئے تمام انبیاء علیہ والسلام تشریف لائے ہیں' اور سب کے درمیان یہ تعلیم مشترک ہے کہ وحدانیت' رسالت' بعث بعد الموت' یہ تین چیزیں وہ ہیں کہ تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء سے لے کر آخری نبی حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک' سب اس پر متفق ہیں کہ ان تین عنوانات کے اندر تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔

وحدانیت کے اندر جس طریقے سے میں نے عرض کیا کہ وہ تمام صفات آجاتے ہیں کہ ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کی طرف بھی منسوب نہیں کر سکتے۔ لیکن اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، خالقیت، رزاقیت، مالکیت ان تمام تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ صرف یہ گزارش کروں گا کہ جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق اور مالک ہے تو خالق وہ ہے جو کسی چیز کی ایجاد کرتا ہے اس کے لئے دلائل قرآن کریم کے اندر ہر قسم کے موجود ہیں آپ ان کو دلائل عقلی کہہ دیں، سابقہ کتابوں کے اندر وہ تمام موجود ہیں جس کے اندر وحدانیت کی تلقین کی گئی ہے آپ اسے دلائل عقلی کہیں منطقی دلائل کہیں، وہ سب دلائل اس کے اندر موجود ہیں اور منطقی دلائل کی پھر جتنی بھی اقسام ہیں وہ ساری اس کے اندر موجود ہیں وہ سب اس میں آگئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ، لاشریک ہے اور اسی طریقے سے دلائل مشاہدہ بھی، کہ مشاہدے کے طور پر وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے یہ اس بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ کا یہ دین اور یہ قانون، تمام دنیا کے لئے ہے۔ صرف تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے نہیں ہے صرف فلاسفروں کے لئے نہیں ہے۔ صرف منطقیوں کے لئے نہیں ہے۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ جنگلوں کے رہنے والوں، پہاڑوں کے رہنے والوں اور جزیروں کے اندر رہنے والوں، دریاؤں کے اندر رہنے والوں، سب کے لئے ہے۔ چونکہ سب کیلئے ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کے سمجھانے کیلئے بہت آسان طریقہ رکھا ہے اور ہر شخص اس سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ قرآن کریم یا اسلام کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو سمجھنے، نصیحت لینے کے لئے بڑا آسان بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات اپنی واحدانیت کو سمجھانے کے لئے ایسی چیزوں کی مثالیں دی ہیں مثلاً وہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر وہ جنگلوں کا رہنے والا اونٹوں کا چرواہا ہے۔ پہاڑوں کا رہنے والا ہے، جنگل کے کسی حصے میں رہنے والا ہے، زمین کے کسی حصے میں رہنے والا ہے۔ تو وہ سب اس چیز کو سمجھ لیں کہ میرا ایک خالق ہے اور میرا ایک مالک ہے اور یہی چیز ہے کہ کوئی بھی انسان جس کے اندر کوئی انسانیت کی بو ہو، وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ میرا کوئی خالق یا مالک نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کی طرف راستہ ڈھونڈنے میں گمراہی ہو جاتی ہے۔ غلطی ہو جاتی ہے، کوئی مندر کی طرف جاتا ہے، کوئی مسجد کی طرف جاتا ہے یہ ان کے سمجھنے میں غلطی ہے، لیکن یہ جذبات موجود ہیں کہ میرا ایک خالق ہے اور میرا ایک مالک ہے۔ اس کی خوشنودی کیلئے اور اس

کی تلاش کے لئے میں نے کچھ کرنا ہے، جدوجہد کرنا ہے۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے اندر انسانیت کی بو ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ قانون اور یہ احکام سارے اپنے انسانوں ہی کے لئے بھیجے ہیں۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کے لئے اپنی خالقیت کا اقرار کروایا ہے اپنی مالکیت کا اقرار کروایا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں ان تمام چیزوں پر قادر ہوں اور تمام چیزوں کا مالک ہوں۔ آسمانوں کا بھی، زمینوں کا بھی اور آسمانوں کے درمیان کا بھی مالک ہوں اور اسی طریقے سے تحت الثریٰ کا بھی مالک ہوں۔ زمین کے نیچے کے حصے کا بھی میں مالک ہوں وہ بھی میرے قبضے میں ہے۔ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کی حکومت اور اس کی مملکت سے کہیں نکل نہیں سکتا۔ چاہے وہ فضا میں جائے چاہے وہ خلا میں جائے، چاہے وہ آسمانوں تک پہنچے، چاہے ستاروں تک پہنچے، جہاں تک بھی پہنچے اس کی حکومت اس کی مملکت اس کی مالکیت سے وہ نہیں نکل سکتا۔ اور جب وہ خلا میں جاتا ہے جب وہ فضا میں جاتا ہے اور اڑنے کے لئے جاتا ہے یا سمندر کے اندر تیرنے کے لئے جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی یاد وہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھ کر کرتا ہے۔ یہی وہ چیز تھی کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اب میرے لئے رہنے کی کوئی جگہ نہیں یہ ابو جہل کا بیٹا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اول نمبر کا دشمن تھا تو اس کا خیال یہ تھا کہ اس کے بعد میرے لئے رہنے کی کوئی جگہ نہیں رہی۔ تو اس نے ارادہ کیا کہ میں اب اس ملک سے بھاگ جاؤں۔ سمندر کے کنارے پہنچتا ہے۔ جب وہ کشتی میں پاؤں رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں لات اور عزا کے نام سے یہاں سوار ہو رہا ہوں تو کشتی کے اندر جتنے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ عکرمہ یہاں پر لات اور عزا کی بات نہیں ہے یہاں تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے گا اسلئے کہ سمندروں کے اندر صرف اسی کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے کچھ دروازے کھولنے تھے تو اس کے ذہن میں بات آئی اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جس چیز سے ہم بھاگ رہے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس خدا کو نہیں مانتے اس کی وحدانیت کو نہیں مانتے۔ اور میرے خدا جو لات اور عزا ہیں سمندر میں وہ میرے کام نہیں آسکتے اور خشکی کے اندر بھی انہیں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کو کلمہ نصیب کیا اور واپس آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ساری دنیا مانتی تو ہے لیکن اس کی تلاش کے لئے ان کے اندر طریقے مختلف ہوتے ہیں اور وہ سوچتے ہیں کہ اس کی طرف کس طرح پہنچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ بتلایا کہ اگر آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی تلاش کرنی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کو آپ دیکھ نہیں سکتے اور دنیا کے اندر کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش ضرور کی تھی کہ اے اللہ میں تجھے دیکھ لوں "رب ارنی" اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو مجھے دکھلائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لن ترانی" تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ دنیا کے اندر وہ آنکھیں ہیں ہی نہیں جو مجھے دیکھ سکیں، اور اسی کے متعلق یہی کہا گیا تھا۔

ے یہی بہتر ہے کہ پردہ میں تو روپوش رہے
تو اگر پردہ اٹھا دے تو کسے ہوش رہے

اللہ تعالیٰ نے ایک تجلی پہاڑ کی طرف کی۔ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات اس دنیا کے اندر کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے۔ وہ غیر مرئی چیز ہے دنیا کے اندر یہ چیز مشکل ہے کہ جس چیز کو ہم دیکھ نہیں سکتے اسکا ہم تصور کیسے کریں۔ اس کو ہم تسلیم کیسے کریں کہ وہ موجود ہے۔ اسلام نے یہ بتلایا قرآن نے یہ بتلایا کہ نہ دیکھنے کے باوجود بھی وہ موجود ہے اور حضرت رومی علیہ السلام نے اس کو بڑے اچھے انداز میں سمجھایا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا کے اندر ایسی چیزیں موجود ہیں کہ جن کے وجود کو آپ دیکھتے نہیں لیکن مانتے ہیں۔ اب بہار کسی نے نہیں دیکھی، بہار کیا ہوتی ہے لیکن جب موسم بہار آتا ہے تو اس وقت تمام نباتات کے اندر ایک حیات پیدا ہو جاتی ہے اور تمام کے اندر سبزی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روح، اب آپ کہتے ہیں کہ روح ہمارے اندر موجود ہے لیکن کسی سے پوچھو آج تک دنیا کے ہزاروں سال گزرے ہیں بڑے بڑے حکیم گزرے ہیں، بڑے بڑے دانا گزرے ہیں اور بڑے بڑے صاحب فکر گزرے ہیں لیکن آج تک کسی نے روح کی حقیقت کو پایا نہیں ہے۔ ہمارے ہاتھ پاؤں کا ہلنا، ان کا کھلنا، ان کا بند ہونا، فرمایا اس کا دارومدار روح پر ہے لیکن روح کو تم تلاش کرو کہ کہاں ہے۔ اب روحِ کہاں ہے یہ کوئی نہیں بتلا سکتا، اب ہر ذرے ذرے کے اندر روح موجود ہے آپ ایک

[Qazi Abdul Latif]

انگلی کو کاٹتے ہیں وہ انگلی تو کٹ جاتی ہے لیکن روح پھر بھی موجود ہے۔ اور جسم کے کسی حصے کو کاٹتے ہیں لیکن روح پھر بھی موجود ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روح جسم کے ہر ذرے کے اندر موجود ہے لیکن اس کے باوجود بھی آج تک کسی نے روح کو دیکھا نہیں ہے۔

اسی طریقے سے تیسری مثال انہوں نے دی ہے۔ کہ اے اللہ آپ کی مثال ایسی ہے جیسے خوش ہونا' اب خوشی ایک کیفیت ہے جو انسان کے ضمیر اور دل کے اندر پیدا ہوتی ہے لیکن اس کو آج تک کسی نے دیکھا نہیں ہے کہ خوشی ہے کیا' نتیجہ اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم ہنستے ہیں ہمارے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی خوش ہے۔ ہمارے چہرے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر غم ہے اس پر تکلیف ہے تو فرمایا کہ یہ غم اور خوشی کی کیفیت ایسی ہے کہ کسی نے آج تک دیکھی تو نہیں ہے لیکن نہ دیکھنے کے باوجود بھی اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہاں اس کا وجود ہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے اس طریقے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو آپ نے دیکھا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ آپ یقین کیجئے کہ میں آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں' میں ہر کہیں موجود ہوں آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہوں اور فرمایا جو آپ کی حرکات وسکنات ہیں وہ سارے متصورہ ہوتے ہیں سارے منقش ہوتے ہیں اور آج کی دنیا میں اس کا سمجھنا یہ تو کوئی بڑی مشکل بات نہیں ہے اسلئے کہ جب ٹیلی ویژن کے پردے پر تمام حرکات وسکنات آج نقش ہو جاتی ہیں اور وہ ہمارے سامنے آتی ہیں تو اسی طریقے سے ہماری برخیز ونشست ساری نقش ہوتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جاتی ہیں۔

آج کی سائنس نے تو یہ بھی دعویٰ کیا ہے اور قرآن کریم نے تو اس وقت بتلایا تھا کہ تم جو کچھ بولتے ہو' وہ میرے پاس لکھا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی رپورٹ موجود ہے آج کی سائنس کہتی ہے کہ ہم اس وقت کی افلاطون' سقراط' بقراط کی آوازوں کو ہوا کی لہروں کے اندر آج ہم پکڑ سکتے ہیں کہ یہ ان کی آوازیں ہیں یہ آج کی سائنس کہتی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو محفوظ کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وجود ماننا ہی پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے جب اللہ تعالیٰ کا وجود ہے تو وہ خالق ومالک ہے۔

ایک دیہاتی سے پوچھا گیا تھا' کہ تم اللہ تعالیٰ کو کیسے مانتے ہو؟ تو اس نے عجیب جواب دیا' اسنے کہا کہ ایک مینگنی اگر راستے میں پڑی ہوئی ہوتی ہے ہم اس سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے اور اگر قدم کے آثار ہوتے ہیں تو ہم اس سے یقین کرتے ہیں کہ یہاں سے کوئی

آدمی گزرا ہے۔ توجس ذات نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا اور اسنے ساری دنیا کو آباد کیا، تو میں کیسے انکار کر سکتا ہوں کہ اسکا کوئی بنانے والا نہیں ہے۔ بہرحال اسکا بنانے والا موجود ہے اور ہمیں ہر کہیں دیکھتا ہے یہی تصور قرآن نے دیا تھا یہی تصور اسلام نے دیا تھا، اور یہی تصور ہر دین نے دیا تھا، اس نے کہا تھا کہ تمہارا خدا تمہیں ہر کہیں دیکھتا ہے۔ اس تصور سے ساری دنیا کے اندر امن اور امان قائم تھا، اس لئے ہر شخص دیکھتا ہے میں آج بھی کہتا ہوں آج بھی جہاں مذہب کی حکمرانی ہے اور انگریز نے جن احکام کو تبدیل نہیں کیا، وہاں آج بھی امن ہے اسلئے کہ کوئی شخص اگر نماز نہیں پڑھتا، تو نہیں پڑھے گا لیکن اگر نماز پڑھتا ہے تو یہ ناممکنات میں سے ہے کہ وہ بغیر وضو کے نماز پڑھ لے۔ بلکہ اتنے تک بھی ہے کہ نماز کے اندر بھی اسے عذر پیش ہو جاتا ہے اور اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہ بلا جھجک نماز چھوڑ کر جاتا ہے اور وضو کر کے دوبارہ آتا ہے اگرچہ کسی کو پتہ نہ بھی ہو۔

اسی طریقے سے رمضان شریف کے روزے ہیں۔ اگر کوئی روزہ نہیں رکھتا ہے تو نہ رکھے، لیکن اگر کسی نے روزہ رکھ لیا ہے تو اس کے بعد یہ ناممکنات میں سے ہے کہ چپکے سے جا کر غسلخانے میں یا تنہائی میں کسی کمرے میں جا کر پانی پی لے۔ یہ ناممکنات میں سے ہے، یہی تصور نبی علیہا لصلواۃ والسلام نے دیا تھا، کہ تمام معاملات کے اندر یہی چیز ہے علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تھا، کہ دین کی کنجی سے انہوں نے دنیا کے دروازے کھول دیئے اور دنیا کے تمام نظام کے اندر اس دین کو مسلط کر دیا، اور دنیا کے تمام مسائل کو دین کی کنجی ہی سے حل کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ لصلواۃ والسلام کو ہمارے لئے بھیجا ہے۔

میں گزارش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو ہم نے تسلیم کیا ہے، ہم مانتے ہیں، مسلمان کا ایمان ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی خالقیت کو بھی مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مالکیت کو بھی مانتے ہیں تو پھر عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو مشین کے بنانے والا ہے اسے مشین کے چلانے کا بھی طریقہ آنا چاہئے اس مشین کے پرزوں سے وہ واقف ہے اب دنیا کی مشین کے پرزوں سے وہ واقف ہے انسان کے جذبات سے وہ واقف ہے کہ انسان کے جذبات کون سے ہیں ان کے اندر کون کون سی خواہشات ہیں اب ان خواہشات کو کس طریقے سے طے کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا تھا، کہ "لا رہبانیت فی السلام" اسلام کے اندر رہبانیت نہیں ہے تم

دنیا کو چھوڑ کر' کاروبار کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جاؤ۔ یہ بات نہیں ہے علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے یہی فرمایا تھا' اقبال نے جو فرمایا تھا وہ ذہن سے نکل گیا ہے۔

جناب چیئرمین: مضمون کون سا ہے؟

قاضی عبداللطیف: مفہوم اس کا یہ تھا کہ خانقاہی کو چھوڑ کر میرے نوجوانوں کو اس دنیا کے کاروبار سکھلاؤ۔ بہر حال اقبال نے کہا تھا کہ اسلام کے اندر رہبانیت نہیں ہے۔ ہم سب کہتے ہیں کہ اسلام کے اندر رہبانیت نہیں ہے انسان کی طبیعت مدنی ہے یہ آپس میں رہے گا اللہ تعالیٰ نے اس رہنے سہنے کے لئے بھی قانون بتلائے۔ اب آپ اس قانون کو اپنی عقل کے ذریعے سے حل نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ایک عقل دوسری عقل کے اندر جا نہیں سکتی۔ میں کہتا ہوں مثلاً ایک چیز آج ہمارے لئے حلال ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ نہیں وہ حرام ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ دونوں کے اندر فرق کیسے آئے گا۔ یہ فرق اسی وقت آ سکے گا کہ جب اس کے بنانے والا یہ بتلائے گا کہ اس چیز کے اندر خرابی ہے اور اس چیز کے اندر نہیں ہے۔ مثال کے طور پر میں عرض کروں گا کہ آج کی دنیا کے اندر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حرام و حلال کی تمیز کیا ہے۔ قرآن کریم نے بتلایا کہ تمہارے نکاح حلال ہیں۔ ان ان عورتوں کے ساتھ اور اس کے اندر بعض رشتے بتلا دیئے کہ ان کے ساتھ حلال اور ان کے ساتھ حرام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ فرق کیسے کیا جائے کہ ان رشتوں کے اندر حلال اور ان رشتوں کے اندر حرام ہے اس کیلئے عقل فیصلہ نہیں کر سکتی۔

آپ اندازہ لگایئے ایک بڑے فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا رہنما عبید اللہ ابن حسن قیروانی اپنی کتاب السیاستہ والبلاغتہ میں لکھتا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ عقل کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس قسم کی نادنیاں کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک حسین و جمیل بہن یا بیٹی موجود ہوتی ہے اور خود ان کی بیوی ایسی حسین نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود وہ اپنی بہن یا بیٹی کو اپنے اوپر حرام سمجھ کر اس کو ایک اجنبی شخص کے حوالے کر دیتے ہیں اگر یہ جاہل عقل سے کام لیتے تو انہیں احساس ہوتا کہ ایک اجنبی کے مقابلے میں اپنی بہن اور بیٹی کے وہ خود زیادہ حقدار تھے۔ در اصل اس نادانی کی ساری وجہ یہ ہے کہ ان کے رہنماؤں نے ان پر دنیا کی لذتیں حرام کر دی ہیں۔ نعوذ باللہ۔ اب آپ اندازہ لگایئے ایک بہت بڑا لیڈر جو

اپنے آپ کو بہت بڑا مفکر کہتا ہے اور ایک فرقے کا بانی ہے اور اس کا عقل کا انداز یہ ہے اس کی فکر کا انداز یہ ہے کہ جس کو آپ اور ہم لوگ سن کر بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن اس کی فکر کا انداز یہ ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ حرام وحلال کا سمجھنا جائز وناجائز کا سمجھنا نفع ونقصان کا سمجھنا اسی چیز کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میں بھلائیوں کا مالک ہوتا تو ساری دنیا کی بھلائیاں اپنے لئے اکٹھی کر لیتا معلوم ہوتا ہے کہ اب عقل انسان کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ علامہ اقبال نے اسی کے متعلق کہا تھا کہ

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

اس کا معنی یہی ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بھائی ہم ترقی پسند ہیں یہ جو کہا جاتا ہے کہ آج عقل کی دنیا ہے آج سائنس کی دنیا ہے آج حکمت کی دنیا ہے میں ذرا ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ عقل کی دنیا' یہ ہوش کی دنیا' علم کی دنیا' کسی چیز کی پابند ضرور ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو راستے ہیں ایک یہ کہ آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند بنالیں اور اگر اس کے احکام کے پابند نہیں بناؤ گے تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اپنی خواہشات کے پابند ہیں۔ ان سے آپ باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے یہ عقل کہاں جائے گی۔ جس طریقے سے آپ دیکھتے ہیں کہ آنکھوں کے اندر نور ہے' روشنی ہے' اسی کے ذریعے آپ رہنمائی حاصل کرتے ہیں لیکن آنکھوں کے لئے ضرورت ہے ایک باہر کی روشنی کی' اگر سورج نہیں ہوگا چاند نہیں ہوگا اگر لالٹین نہیں ہوگی اگر بجلی نہیں ہوگی اگر گیس نہیں ہوگی تو جس کمرے کے اندر آپ رہ رہے ہیں وہاں جب رات کو آپ اٹھیں گے تو ان روشنیوں میں سے جب کوئی روشنی نہیں ہوگی تو اس وقت سوائے ٹھوکروں کے آپ کے حصے میں کچھ نہیں آئے گا۔ آپ اسی کمرے کے اندر ٹھوکریں کھائیں گے آنکھیں موجود ہیں۔ ان کی روشنی بھی موجود ہے۔ ان کی نظر بھی موجود ہے لیکن وہ محتاج ہے کسی ایسی نظر کی' اس کے لئے کسی باہر کی کسی روشنی کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس سے وہ رہنمائی حاصل کر سکے۔

اسی طریقے سے عقل ایک روشنی ہے اس کے اندر ایک نور ہے اس کے اندر ایک رہنمائی ہے لیکن وہ کسی اور چیز کی محتاج ہے۔ عقل کے سامنے جو چیزیں آتی ہیں یہ آپ

کے حواس اربعہ، آنکھیں ہیں ناک ہے ذائقہ ہے اور سامعہ ہے لا مسہ. یہ پانچ حواس کوئی چیز مرتب کر کے معلوم کر کے آنکھوں کے سامنے لاتے ہیں اور پھر عقل اس سے کوئی نتیجہ نکالتی ہے اگر یہ کوئی چیز اس کے سامنے نہیں لائیں گے تو عقل آگے نہیں چل سکے گی۔

عقل کا دائرہ کہاں تک ہے اس سے آپ اندازہ لگایئے یہ چیزیں آپ ان کے سامنے لاتے ہیں یہ کیسے لائیں گے محسوسات ہوں اور وہ چیزیں جن کا تعلق بصارت سے ہو، مصنوعات سے ہو، ذائقہ سے ہو، لمس سے ہو، جس چیز سے بھی اس کا تعلق ہو، وہ ہو گا تو وہ چیز جو محسوسات ہی میں سے ہیں۔ اس دنیا کے اندر ہم یہ کہتے ہیں کہ عناصر اربعہ ہیں ہوا ہے آگ ہے پانی ہے مٹی ہے۔ یہ چار عناصر ہیں جو اس دنیا کے اندر ہیں اب عقل نے اس کی مختلف تراکیب دے کر کے آسمان تک بھی اڑنا شروع کر دیا ہے اس کو مجرد کر کے اس کو اجنبی کر دیا ہے اس کی ترکیب سے یہ ساری سائنس چل رہی ہے یہ سارا فلسفہ چل رہا ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ عقل کا آخری عروج ہے۔ آخری عروج نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ کل عقل اس سے زیادہ ترقی کرے۔

شاید کہ زمین ہے یہ کسی اور جہاں کی
تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

جس کو آپ سمجھتے ہیں کہ میں انتہا تک پہنچ چکا ہوں یہ امکان ہے اس کے اندر کہ وہ کسی دوسرے ذریعے کیلئے زمین ہی ہو اور اس کا وہ نچلا درجہ ہو، لیکن آپ یہ کہیں کہ میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہوں۔

اب آگے جا کر کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مزید ترقی کرے۔ لیکن یہ ترقیاں اس کی کہاں تک جائیں گی ان چیزوں تک جائیں گی جن کا تعلق محسوسات سے ہے۔ اور عقل ان سے کوئی نتیجہ نکالے گی۔ لیکن جو چیزیں محسوسات سے ماوراء ہیں اور اس کے دائرے کے اندر نہیں ہیں وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہے اس کے لئے روشنی کی ضرورت ہے وہ روشنی وحی الٰہی ہے وہ روشنی احکام الٰہی ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام بھیجے تھے اور اس چیز تک ہم پہنچ نہیں سکتے تھے بغیر وحی کی رہنمائی کے۔ اور اسی چیز کو علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ

؎ یہ عقل جو مہ و پروین کا کھیلتی ہے شکار
شریک شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اور اسی کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آپ عقل کو اپنے دین کے ساتھ ملحق نہیں کریں گے وحی الٰہی کے ساتھ نہیں ملائیں گے تو آپ یقین کیجئے کہ وہ بھٹکتی رہے گی۔ آپ کو اسے اس دین کے تابع کرنا ہوگا، اس وحی کے تابع کرنا ہوگا۔

آج تک یہ دنیا یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ حقیقت ہے بھی یا نہیں؟ اور حقیقت ہے تو کیا ہے؟ عقل کے لحاظ سے یہ فیصلہ نہیں ہو سکا اور دنیا آج تک یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکی کہ صداقت ہے بھی یا نہیں؟ اور اگر صداقت ہے تو وہ کیا ہے؟ آج تک دنیا یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ بھلائی اور اچھائی کا معیار کیا ہے؟ اس کے متعلق مشہور قانون دان ڈاکٹر فریڈ مین کے الفاظ یہ ہیں۔ عقل در حقیقت انسانی جذبات کی غلام ہے اور اسے صرف ان ہی جذبات کا غلام ہونا بھی چاہئے اسکا کام اس کے سوا کچھ ہو بھی نہیں سکتا کہ وہ ان جذبات کی خدمت اور اطاعت کرتی رہے اور فلسفے کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر فریڈ لکھتے ہیں اس کے علاوہ ہر چیز مثلاً ایک سادہ حکم، شرم و حیا، بلکہ اچھے برے تصورات سب خالصتاً خواہشات و جذبات کی پیداوار ہیں اور ان میں اخلاق نام کی کسی چیز کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے۔ اسی طریقے سے پیٹن کہتے ہیں۔ (میں عقائد و عبادات پر بول رہا ہوں) میں یہی کہہ رہا ہوں کہ عقیدہ اگر یہی ہو کہ ہمارا خالق اور مالک اللہ ہے تو قانون بنانے کا اختیار بھی اسے ہونا چاہئے۔ جب قانون بنانے کا اختیار اسے ہونا چاہئے تو ہم اپنی طرف سے جو قانون بنائیں گے یقین کیجئے کہ آج یورپ اپنی قانون سازی سے بیزار ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کے اندر بھلائی کیا ہے اور برائی کیا ہے۔ برائی اور بھلائی کی حقیقت اس کے سامنے آج تک نہیں آسکی کہ اس کو ہم برائی کہیں اور اس کو ہم بھلائی کہیں۔ جب عقل کے لحاظ سے آپ فیصلہ کریں گے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی کہ صبح کی نماز ہم طلوع شمس سے پہلے تو پڑھیں اور بعد میں نہ پڑھیں؟ صبح کی دو رکعت پڑھیں اور ظہر کی چار رکعت پڑھیں۔ کیوں؟ اور اگر صبح کی نماز میں دو رکعت کی بجائے تین رکعت پڑھ لیں تو نماز کیوں نہیں ہوتی؟ میں گزارش کروں گا کہ قانون سازی کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتا اور آج دنیا جو بھٹک رہی ہے اور دنیا میں آج جو تباہی ہو رہی ہے وہ اسی عقل کی

ٹھوکروں کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اسلئے کہ انہوں نے دین و مذہب کو اس سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اور اسی چیز کے متعلق علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

آج آپ اندازہ لگایئے کہ یہ جو بموں کے دھماکے ہو رہے ہیں وہ کسی کے نزدیک تو صحیح ہیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم کسی کی خدمت کر رہے ہیں۔ پارٹی کی خدمت کر رہے ہیں۔ انقلاب لا رہے ہیں اور اس سے کیا ہوتا ہے کہ بچے بھی اس میں تباہ ہوتے ہیں عورتیں بھی اس میں تباہ ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام نے بتلایا تھا کہ میدان جنگ میں بھی اگر بچہ یا عورت آپ کے سامنے آجائے تو آپ اس کو قتل نہ کریں' چاہے وہ دشمن ہی کے کیوں نہ ہوں۔ آپ اندازہ لگایئے کہ قانون سازی کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ہمارے جذبات سے واقف ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے (میں عقائد کی بات کر رہا ہوں) اگر عقیدہ ہمارا یہ ہے کہ ایک ہمارا خالق ہے اور ایک ہمارا مالک ہے تو خالق اور مالک کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہمارے جذبات کی ترجمانی کرے اور ہمیں یہ بتلائے کہ ہم نے اپنے لئے کون سا قانون کس طریقے سے اختیار کرنا ہے۔ اسکے اندر احکام ہیں۔ احکام عبادات میں ہیں' معاملات میں ہیں۔ عبادات معاملات یہ سب اس کے اندر ہیں۔ یہ احکام کہلاتے ہیں۔

عبادات کی پانچ قسمیں ہیں۔ جس کو اصطلاح میں ہم عبادت کہتے ہیں ورنہ حقیقت کے لحاظ سے تو یہ ہے کہ نبی علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا کہ جو تاجر صداقت سے تجارت کرتا ہے تو اس کا حشر بھی نبیوں کے ساتھ ہو گا۔ جو مزدور دیانتداری سے مزدوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بھی اجر مقرر کیا ہے۔ اس نے دنیا کے کاروبار کو بھی دین بنا دیا ہے۔ یہ اصطلاح کے لحاظ سے ہم نے کر دیا ہے کہ عبادات یہ ہیں اور معاملات یہ ہیں اور پھر عبادات میں، ہم کہتے ہیں کہ اس کی پانچ اقسام ہیں۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور جہاد۔ لیکن بعض وہ ہیں جن میں عبادات اور معاملات دونوں مشترک ہیں۔ جس میں دین اور دنیا دونوں مشترک ہیں۔ جن کو ہم عائلی قوانین کہتے ہیں۔ ان عائلی قوانین پر ہر فرد کے سکون کا دارومدار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض احکام تو وہ دیئے ہیں کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے تصریح کر دی ہے۔ بعض احکام وہ ہیں جن میں زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ تغیر و تبدل ہو سکتا ہے۔ وہ احکام جو زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اصول دیئے ہیں اور فرمادیا ہے کہ اس کے بعد اس کی جزئیات آپ خود ہی طے کر لیں۔ لیکن جن میں تغیر و تبدل آنے کا امکان نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ ہمارے مزاجوں سے واقف ہے، ہمارے جذبات سے واقف ہے ہمارے مسائل سے واقف ہے ہمارے آپس کے رہن سہن سے واقف ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تصریح کر دی ہے۔ یہ عائلی قوانین انہی میں سے ہیں۔ عائلی قوانین وہ قوانین ہیں جس سے گھر کا سکون وابستہ ہے۔ اب اگر گھر میں سکون نہیں ہے تو وہ شخص باہر کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے حل کے لئے خصوصیت سے احکام مقرر کر دیئے ہیں کہ نکاح کا طریقہ کیا ہو کن کن خواتین کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے اور ان کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے۔ ان کا مہر کتنا ہونا چاہئے ان کے حقوق کتنے ہونے چاہئیں اور ان کے حقوق کو بعض اوقات مردوں کے حقوق سے فائق بھی کر دیا ہے اور وراثت میں باوجود اس کے کہ عورت بیاہی ہوئی کسی دوسرے خاندان میں ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے بیٹی کو بہن کو اس نے حصہ دیا ہے۔ ورثہ تقسیم کر دیا ہے کہ آپ یہ نہ کہیں کہ زمانے کے لحاظ سے آج دولت ہمارا حصہ ہے۔ بہنوں اور بیٹیوں کا اس میں حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یہ نہیں جانتے۔ کہ تم سے زیادہ قریب کون ہے اور تم سے زیادہ بعید کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقسیم خود کر دی کہ بیٹے کیلئے کتنا ہے اور ماں اور باپ اگر زندہ ہیں تو ان کیلئے کتنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کون سی قرابت زیادہ نزدیک ہے۔ ماں باپ زیادہ نزدیک ہیں وہ زیادہ مستحق ہیں یا بیٹی زیادہ قریب ہے یہ زیادہ مستحق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو مفصل طور پر بیان کر دیا۔

میں گزارش کر رہا تھا کہ عبادات میں تو یہ چیزیں آ جاتی ہیں۔ لیکن عبادات وہ چیزیں ہیں جن سے انسان کے اندر صفائی ہو جاتی ہے۔ تزکیہ ہو جاتا ہے۔ اسکے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تزکیہ کرنا چاہتا ہے اور اسی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر فرمایا **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ** ۔ ایک تو یہ ہے اس کی روحانیت کی لہر اور دوسرے اسکے ذریعے سے اللہ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سارا نظام سمجھا دیا کہ تمہیں رہنے کا کیا طریقہ اختیار کرنا ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص کو اپنا امام بنالو اب تمہیں اسکے پیچھے نیت باندھنی ہے۔ وہ جب رکوع میں جائے تو تم اسکے ساتھ جھک جاؤ جب وہ کھڑا ہو جائے تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ جب سجدے میں جائے تو تم بھی سجدے میں جاؤ۔ تو یہ ٹریننگ ہے کہ تم نے جس کو اپنا امام بنالیا ہے اب اس کی تم مخالفت نہیں کرو گے۔ اگر آپ نے اس کی مخالفت کی تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ آپ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس کی پوری تابعداری کریں گے۔

نماز کے اندر اللہ تعالیٰ نے تزکیہ رکھا ہے۔ اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے برکات رکھی ہیں۔ نبی علیہ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان اگر کوئی فرق ہے تو وہ نماز ہے اور اسی طرح سے یہ اولیت تھی کہ جب کسی گروہ کو جہاد کے لئے بھیجا جاتا اور جب وہ کسی قوم کے پاس جاتا تو اس سے یہ کہتا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اگر وہ ایمان لے آتے تو پہلی دعوت ان کو نماز کی دی جاتی۔ تو یہ ہیں عبادات اور یہ ہیں عقائد۔ عقائد اور عبادات ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر نعوذ باللہ کسی شخص کا عقیدہ صحیح نہیں ہے تو یقین کیجئے کہ اس کے سارے کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہیں۔ چاہے وہ بھلائی کا کام ہو، نیکی کا کام ہو۔ بظاہر شکل کے لحاظ سے وہ یتیموں کی خدمت کرتا ہے لیکن آخرت پر بھروسہ نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے تیز ہوا آکر تمام راکھ کو اڑا لے جاتی ہے۔ دوسری جگہ پر فرمایا کفار کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے وہ محض دنیا کے تماشے کرتے ہیں آخرت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے نہیں کرتے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے آپ دور سے چٹیل ریگستان کو دیکھ کر پانی کا تصور کرتے ہیں اور جب اس کے پاس جاتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ ان کا خیال تو یہ ہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں اس کا ان کو کوئی اجر ملے گا لیکن اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر قدر ہے تو وہ ایمان کی ہے۔ ایمان کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننا اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ رسول پر ایمان لانے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعے سے جو پیغام بھی ہمیں بھیجا ہے وہ ہمارے لئے لازم اور ضروری ہے۔

ایمان کی مختصر لفظوں میں یہ تعریف ہو سکتی ہے کہ خدا کی بات کو نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کے اعتبار پر مان لینا۔ اگر آپ اپنی عقل کو اس میں دخل دیتے ہیں اور بات سمجھ میں آ جائے تو پھر آپ کہیں کہ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر تو آپ عقل کے غلام ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نہ ہوئے۔ جب آپ تک یہ پیغام پہنچ جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعتاً یہ فرمایا ہے اب اس کے بعد کسی کے لئے گنجائش نہیں رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خدا کی قسم کہ یہ لوگ مسلمان اور ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنا حاکم نہ مان لیں اور فیصلے کے بعد ان کے دلوں کے اندر کوئی خلش بھی باقی نہ رہے۔ بلکہ اس پر یہ خوش ہوں کہ الحمد اللہ ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی پیروی کی ہے۔ تو فرمایا اس کے اندر اس کی حکمتیں تلاش کرنا یہ کوئی منع بات نہیں ہے لیکن اتنی بھی میں گزارش کر دوں کہ احکام کا دارمدار حکمتوں پر نہیں ہوتا اس کا دار و مدار علت پر ہوتا ہے احکام کا علت پر دار و مدار ہے، حکمتیں اس کے اندر ہزاروں ہو سکتی ہیں۔ بعض اوقات اگر وہ حکمت حاصل نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ حکم پورا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدار علت پر ہے اس پر نہیں ہے کہ اس کے اندر حکمتیں کیا ہیں، اس کے اندر بھلائی کیا ہے اس کے اندر تعریف کیا ہے، صفت کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک زائد چیز ہے۔ اگر سمجھ آ جائے تو آ جائے اگر نہ آئے تو چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے ہمیں اسے ماننا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت اور آخرت پر ایمان رکھنا یہ عقائد کے اندر بنیادی چیزیں ہیں اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ایک مشہور روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں پر ایک شخص آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایمان کیا ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کا معنی یہ ہے کہ اللہ پر اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر، یوم آخرت پر اور ملائکہ پر آپ کا ایمان ہو تو اس نے کہا صدقت آپ نے ٹھیک کہا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حیران ہوئے کہ پوچھتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اسے پہلے سے معلوم ہے لیکن پھر بھی پوچھتا ہے لیکن ہم میں سے کوئی اسے جانتا نہیں

تھا' پھر اس نے پوچھا کہ حضرت اسلام کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز ہے' روزہ ہے' حج ہے' زکوٰۃ ہے تو اس نے کہا صدقت' آپنے ٹھیک کہا' پھر یہ حیران ہوئے کہ عجیب قصہ ہے' پوچھتا ہے اور اسکے بعد پھر تصدیق کرتا ہے' پھر اس نے پوچھا کہ حضرت احسان کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس انداز سے کرے کہ گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو یہ تمہارا یقین ہو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اگر اس انداز سے آپ اس کی عبادت کریں گے تو یقین کیجئے کہ یہ احسان ہے۔ احسان ایمان کا انتہائی درجہ ہے' عروج کا درجہ ہے اور اسی کے متعلق فرمایا گیا تھا کہ الصلوۃ معراج المومنین نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ روایت میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے میدان کے اندر جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا کے اندر جو لوگ جس کی عبادت کرتے تھے وہ اس کی طرف چلے جائیں' تو سب لوگ چلے جائیں گے کوئی کسی کی طرف' کوئی کسی کی طرف ایک فریق کھڑا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ کیوں کھڑے ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ اے اللہ دنیا میں ہم ان لوگوں سے علیحدہ تھے اب یہاں بھی ہم ان سے علیحدہ ہیں' ہمارا ایک رب ہے اگر وہ آئے گا تو ہم اسکے پاس جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم اسے جانتے ہو' وہ کہیں گے ہاں اللہ ہم جانتے ہیں۔ تو ایک روشنی ظاہر ہوگی' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ یہ آپ کا رب ہے' یہ دوڑ پڑیں گے جب اس روشنی کے قریب جائیں گے تو رک جائیں گے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا بات ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ ہمارا رب معلوم نہیں ہوتا' تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ وہ کیسے تو وہ کہیں گے کہ یا اللہ جب ہم سجدے میں جاتے تھے اور جو لذت اور بو وہاں سجدے میں آتی تھی اس نور کے اندر وہ بو نہیں آرہی' تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی ساکھ دکھلائیں گے اور اسی کو قرآن کریم نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی ساکھ دکھلائیں گے تو جو مومن مسلمان یہاں سجدے کرتے ہیں وہ وہاں پر سجدے میں گر جائیں گے اور جو نعوذ باللہ یہاں سجدہ نہیں کریں گے یہاں نمازیں نہیں پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی پیٹھ کے اندر لوہے کی سلاخ جیسی چیز پیدا کر دے گا اور ان کو قدرت نہیں ہوگی کہ وہ وہاں پر سجدہ کریں۔ علامہ اقبال رحمتہ

علیہ نے فرمایا تھا اسی چیز کے متعلق کہ

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اور انہوں نے کہا تھا

؎ سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو جذبہ سیماب

وہ چیز اگر آجائے تو آپ یقین کریں کہ آج بھی وہی ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دنیا جو کانپ جاتی تھی وہ اس یقین اور اس عقیدے کی بنیاد پر کانپتی تھی اگر وہی عقیدہ آج ہمارا خدا پر ہو جائے' وہی عقیدہ آج ہمارا رسول پر ہو جائے اور وہی عقیدہ آج ہمارا یوم آخرت پر ہو جائے تو ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

میں گزارش کروں گا کہ مجھے بار بار فرمایا گیا ہے کہ آپ رپورٹ کے متعلق کہیں' میں حیران ہوں کہ جب کہا گیا ہے کہ عقائد اور عبادات پر بولو' کیونکہ عقائد اور عبادات آج کا موضوع ہے تو میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ عقائد یہی ہیں اور عبادات یہی ہیں دنیا کے جتنے بھی کاروبار ہیں اسلام کے نزدیک وہ ساری عبادت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اگر اپنی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں تو ایک رات کا آپ کا پہرہ' آپکی ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ اکیلے تنہا ہو کر کے جنگل میں چلے جاتے ہیں' تنہائی کے اندر خشوع و خضوع کے ساتھ وہاں ۶۰ سال نماز پڑھتے ہیں' لیکن آپ آبادی میں رہتے ہیں لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے آپ اپنے جذبات کو مغلوب کر لیتے ہیں' دوسروں کا احترام کر لیتے ہیں' دوسروں کے حقوق کا احترام کر لیتے ہیں تو فرمایا یہاں ایک لمحے کے لئے آپ کا جذبات کو قابو کرنا ۶۰ سال کی اس عبادت سے بہتر ہے' یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ عبادت کیا ہے' عبادات صرف اس کو کیوں کہتے ہیں کہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' یہ ہماری عبادات ہیں لیکن ہماری تو ساری زندگی عبادت ہے' بیٹھنا' اٹھنا' چلنا پھرنا' بولنا اور خدانخواستہ اگر ایسی بات نہیں ہو گی تو پھر چلنا بولنا بیٹھنا اٹھنا یہ سارا وبال جان ہو گا' جب ہمارا یہ تصور ہو گا کہ بھئی میرے بولنے پر بھی پابندی ہے' میرے بیٹھنے پر بھی پابندی ہے اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ دے اور اس بولنے پر اللہ تعالیٰ ہماری گرفت نہ کرے' پتہ نہیں اس کے اندر کون سی نفسانیت آگئی ہو گی کہ میں کیسا بولا ہوں اور اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اگر آپ اس بنیاد پر بولیں گے کہ لوگ کہیں کہ آپ نے اچھا بولا ہے تو خدانخواستہ خدانخواستہ وہ آپ کے لئے جہنم کی لگام ہوگی آپ اندازہ لگائیے کہ ہماری زبان پر کنٹرول ہے' ہمارے پاؤں پر کنٹرول ہے' ہمارے ہاتھوں پر کنٹرول ہے' ہماری آنکھوں پر کنٹرول ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص میرے لئے دو ہونٹوں کے درمیان جو زبان ہے اس کا ضامن ہو جاتا ہے اور دو پاؤں کے درمیان جو اس کی شرم گاہ ہے اس کا ضامن ہو جاتا ہے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

اب آپ اندازہ لگائیے کہ عبادت وہ نہیں ہے جس کو ہم اصطلاح کے لحاظ سے عبادت کہتے ہیں' اصطلاح کے لحاظ سے ہم جس کو عبادت کہتے ہیں وہ بھی ضروری ہے' معاشرے کی اصلاح اسی سے ہو سکتی ہے۔ آج میں یہ کہوں گا کہ اس پر پورا عمل نہیں ہوا لیکن میرا کہنا کچھ اور ہو گا' ولی کا کہنا کچھ اور ہو گا' میرا کہنا کچھ اور ہو گا' اصغر کا کہنا کچھ اور ہو گا' وہ جنرل ضیاء الحق سے اس لئے ناراض ہیں کہ وہ اسلام کا نام کیوں لیتا ہے' اس نے اسلام کیلئے اتنی جدوجہد کیوں کی ہے' یہ اس نے ہوسٹلوں کے اندر اور پلیٹ فارموں کے اندر اور اسی طریقے سے اڈوں کے اندر اور اپنے سرکاری عمارات کے اندر' دفتروں کے اندر' نماز کیوں رائج کر دی ہے' وہ تو اس پر خفا ہیں' اور مجھے رنج کیا ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ اس نے پورا اسلام نافذ نہیں کیا اس سے زیادہ ہونا چاہئے تھا' ان کو رنج یہ ہے کہ اسلام کا نام کیوں لیتا ہے' ہم کہتے ہیں کہ اسلام پر مکمل عمل کیوں نہیں ہوا' ہم تنقید تو کرتے ہیں لیکن ہماری تنقید وہ تنقید نہیں ہے کہ جو دشمنوں کی ہے۔ ان کی تنقید یہ ہے کہ ان کو دشمنی ہے آج ضیاء الحق کے ساتھ' اور آج آپ دیکھ رہے ہیں' کہ ساری دنیا کا نشانہ ضیاء الحق بنا ہوا ہے' کیوں؟ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے پاس اور متبادل کون سی شخصیت ہے' ہمارے سامنے لاؤ تا کہ ہم اس کا توازن کریں' توازن کرنے کے بعد ہم اس کو ترجیح دیں' ایسا نہ ہو کہ اس کو بھی بگاڑ دیں اور کوئی دوسری چیز بھی ہمارے ہاتھ نہ آئے' تو ہماری خفگی ان سے ضروری ہوگی لیکن ہماری خفگی کا معیار کچھ اور ہو گا اور ان لوگوں کی خفگی کا معیار کچھ اور ہے وہ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس نے اسلام کا نام کیوں لیا آج تک وہ کتبے کیوں لگائے' میں کہتا ہوں کہ کتبے تھوڑے کیوں لگائے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ کتبے لگائے کیوں ہیں' ان کے نزدیک یہ ملک کی ترقی کا دارومدار ہے.................

جناب چیئرمین: میرے خیال میں وقت بہت ہو گیا ہے تو پھر ذرا اختصار سے کام لیں۔

قاضی عبداللطیف: میں معافی چاہتا ہوں، بس ختم کرتا ہوں، آپ کو مقرر ملتا ہی نہیں جب مل جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں اختصار سے کام لیں، تو میں گذارش کروں گا کہ قرآن کریم نے یہی کہا تھا یہ کفر کی دنیا، یہ ظاہری اسباب تو وہ جانتے ہیں لیکن آخرت سے وہ بالکل غافل ہیں۔ نواب قلات یورپ کے دورے پر گئے تھے جب واپس آئے تو انہوں نے اپنی قوم کو بلایا، انہوں نے کہا کہ آؤ میں تمہیں سفر کا حال بتاؤں، انہوں نے کہا، آج کے یورپ کے اندر آج کی دنیا کے لئے سب کچھ ہے لیکن کل کے لئے کچھ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ آج وہ اپنے قانون پر بھی پریشان ہیں۔ سکون کسی کو نہیں ہے ان کے گھر اجڑے ہوئے ہیں، کیوں اجڑے ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ ان کے پاس عائلی قوانین نہیں ہیں، گھر کے قوانین نہیں ہیں، خاندانی قوانین نہیں ہیں، ان کے پاس وہ قانون ہے جو ان کی عقل نے بنایا ہے اور عقل سے مسائل وہ حل نہیں کر سکتے، وہ یہ نہیں بتلا سکتا کہ مرد کے حقوق کیا ہیں عورت کے حقوق کیا ہیں، ماں کے حقوق کیا ہیں، بیٹی کے حقوق کیا ہیں، بہن کے حقوق کیا ہیں، بھائی کے حقوق کیا ہیں، والد کے حقوق کیا ہیں اور بیٹے کے حقوق کیا ہیں، وہ نہیں بتلا سکتے یہی وجہ ہے کہ آج ان کا خاندانی نظام سارے کا سارا تباہ ہو چکا ہے اور وہ اس سکون سے محروم ہیں ان کو یہ سکون حاصل نہیں ہے۔

قرآن کریم نے نبی علیہ الصلوٰۃ نے ہمیں یہ درس دیا تھا، کہ آپ اگر گھر سے پریشان ہیں تو آپ یقین کیجئے آپ کیلئے سکون نہیں ہے اگرچہ آپ لکھ پتی بن جائیں، کروڑ پتی بن جائیں، آج میں نے کسی کے متعلق لکھ پتی کا کہا، تو لوگ ہنسنے لگے۔ آج لکھ پتی، یہ تو کل کا وہ آدمی ہے جس کے پاس دو ٹکے ہوتے تھے، آج تو کروڑ پتی کی بات کرو۔ پدموں کی بات کرو۔ وہ بات کہاں ہے۔ لیکن قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ جتنی بھی آپ کے پاس مال و دولت ہو جائے۔ یہ اسباب ہیں، لیکن سکون نہیں ہے سکون اسی کے اندر ہو سکتا ہے جو اندر کی دنیا کو بدل دے۔ سکون ان سے نہیں آسکتا، اسباب سے نہیں آسکتا، ظاہری سامان سے نہیں آسکتا، یہ دولت، یہ مکان یہ ادویات یہ سب کچھ ظاہری اسباب تو ہو سکتے ہیں، لیکن اس سے دنیا کا سکون نہیں آسکتا۔

ایک واقعہ عرض کردوں پھر اس کے بعد ختم کرتا ہوں' اپنی طوالت کی معافی چاہتا ہوں' ایک ہندو اور ایک مسلمان جرنیل دونوں دشمن کے ہاتھ آ گئے جب دونوں دشمن کے ہاتھ آ گئے اور دونوں کو پھانسی کا حکم سنایا گیا' تو جس دن پھانسی کا حکم سنایا گیا' جو غیر مسلم تھا اس کی تو نیند اڑ گئی' آرام اڑ گیا' کھانا پینا بند ہو گیا' لیکن جو مسلمان تھا وہ اپنے معمول کے مطابق اٹھتا بیٹھتا تھا' اس نے ایک دن اس سے کہا کہ بھائی ایک بات پوچھتا ہوں' آپ کو معلوم ہے کہ بزدل تو میں بھی نہیں ہوں آپ نے مجھے لڑائی کے اندر دیکھا ہے آپ نے مجھے مورچوں کے اندر دیکھا ہے' میدان جنگ کے اندر دیکھا ہے میں نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی' دشمن کے سامنے میں دوڑ کر جاتا تھا' اس پر حملہ کرتا تھا' لیکن بات کیا ہے کہ یہ حکم سننے کے بعد میرا تو سب کچھ ختم ہو گیا ہے کھانا پینا ختم ہے' آرام ختم ہے نیند ختم ہے اور آپ اسی سکون سے رہ رہے ہیں تو وہ ہنس پڑا' اس نے کہا' بات یہ ہے آپ کے اور ہمارے سوچنے کے انداز علیحدہ ہیں' مجھے یہ بتلایا گیا ہے' میرا یہ یقین ہے اور میرا یہ ایمان ہے مجھے اپنے خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے بتلایا' کہ آپ کی موت کیلئے ایک دن مقرر ہے اب میرا ایمان ہے اگر یہ دن میری موت کیلئے مقرر ہے تو کوئی مجھے بچا نہیں سکتا' اور اگر یہ دن میری موت کے لئے مقرر نہیں ہے تو کوئی مجھے موت دے نہیں سکتا' اس لئے میں اطمینان سے ہوں۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم بزدل تو میں بھی نہیں ہوں' لیکن آپ کے اور میرے سوچنے کے ڈھنگ اور انداز علیحدہ ہیں' ایک مسلمان کے سوچنے کے انداز اور ڈھنگ علیحدہ ہیں' ہمارے پاس سوچنے کے وہ ڈھنگ نہیں رہے' اور پھر ہم یہ کہہ دیتے ہیں' اس اسلامی حکم پر اس لئے عمل نہیں ہو سکا کہ اب وقت کا یہ تقاضا نہیں "انا للہ وانا علیہ راجعون" مسلمان کی زبان سے یہ بات کیسے نکلتی ہے کہ اب وقت کا تقاضا نہیں تھا' اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اپنا معیار اپنا میزان اپنا پیمانہ عقل کو بنالیا ہے اور ہم عقل کی کسوٹی پر ان کو دیکھتے ہیں' اگر عقل کی کسوٹی پر وہ برابر آتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے اور قرآن کریم نے اسی کے متعلق کہا تھا کہ بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے ہیں لیکن ہیں کنارے پر' اگر انہیں بھلائی پہنچ جاتی ہے تو بڑے خوش ہوتے ہیں کہ اتنا بڑا اچھا مذہب ہے۔ فرمایا اگر خدانخواستہ اس پر کوئی آزمائش آجاتی ہے تکلیف پہنچ جاتی ہے تو پیچھے کی طرف مڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام کے اندر کیا پڑا ہے تو خدانخواستہ یہ پتہ اس وقت

چلے گا جب انسان کی آنکھیں بند ہو جائیں گی اور اسی کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگ یہاں اپنے آپ کو تو کہہ رہے ہیں کہ ہم بیدار ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں وہ ایسے ہیں جیسے سوئے ہوئے ہیں جب وہ مر جائیں گے تو پھر انتباہ ہو گا' اور پھر وہ سوچیں گے کہ کیا ہو گیا ہے اور جب وہ سارے اعمال اس کے سامنے منقش ہو کر آئیں گے۔ اب یہ یقین رکھنا کہ وہ سارے اعمال ہمارے سامنے آئیں گے یہ غیب کی دنیا تھی' اس کا عقل سے تعلق نہیں تھا' اور اس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھایا آپ کے سامنے یہ چیز آنے والی ہے' آج تو ہم سائنس کی دنیا کے اندر سارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں' ہمارے سارے اعمال نقش ہو رہے ہیں' ہماری آواز جو نکلتی ہے وہ ہوا کی لہروں کے اندر ہے اور وہ آج ٹیپ کے اندر بند ہو سکتی ہے اور سینکڑوں سال بعد بھی وہ آواز سنائی جا سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آج کی سائنس ہماری ہدایت کے لئے بھیجی تھی' جس طریقے سے آپ کی ٹیپ کی آواز آج بند ہو سکتی ہے یہ دیواریں بھی آپ کی آوازیں بند کر رہی ہیں آپ کا جسم بھی آپ کی آواز بند کر رہا ہے' اسی کو نبی علیہ لصلوٰۃ کو قرآن کریم نے فرمایا وہ دن جب آئے گا' تو ہم ان کی زبانوں پر مہر لگا دیں گے' زبان کو جو قوت گویائی دی گئی تھی وہ نہیں رہے گی' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج تم خاموش رہو' اللہ تعالیٰ وہ قوت گویائی ہاتھوں کے اندر رکھ دے گا' اور پاؤں کے اندر' اور پھر اسے کہے گا کہ اب شہادت دو۔

جب اسلام نے یہ فلسفہ سمجھایا تھا تو آپ اندازہ لگائیے کوئی شخص زنا کیسے کر سکتا تھا' حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زنا کا یہ فعل سرزد ہوا تھا' وہ دوڑے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ طاہری یا رسول اللہ' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کیا ہو گیا ہے' انہوں نے کہا کہ حضرت میں نے بہت برا کام کیا ہے' طاہری یا رسول اللہ' اسے پتہ تھا کہ مجھے رجم کیا جائے گا' اسے پتہ تھا کہ مجھے سنگسار کیا جائے گا' لیکن اس کے لئے دنیا کی زندگی تنگ ہو گئی تھی اور وہ اس سے تنگ آ گئے تھے اور بار بار کہتے رہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چہرہ مبارک دوسری طرف موڑ لیا' وہ پھر دوسری طرف آئے اور پھر عرض کیا " طاہری یا رسول اللہ " اے اللہ کے رسول مجھے پاک کیجئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منہ پھر دوسری طرف موڑ لیتے ہیں صحابہ کرام سے کہا ذرا دیکھو اس نے کوئی نشہ تو نہیں کیا' موت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے جب چار مرتبہ اس نے اقرار کیا تو نبی علیہ

الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اس کو سنگسار کر دو' علامہ اقبال نے اسی کے متعلق کہا تھا'

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینہ میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

کہ وہی ہے تیرا امام' جو تجھ کو دنیا کی زندگی سے بیزار کر دے اور یہ کہے کہ دنیا کی زندگی تو آنی جانی چیز ہے اور اصل زندگی جو ہے وہ آخرت والی ہے تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں' اب اس کو سزا دینی چاہیئے۔ آگے بھی عجیب عبرت کا واقعہ ہے جب اس کو سزا مل رہی ہے اور وہ بھاگ رہا ہے سامنے سے ایک شخص آتا ہے اونٹ کی ہڈی اس کے ہاتھ میں ہے اس کو سر پر مارتا ہے اور وہ گر پڑتا ہے جب وہ واپس آرہا ہے تو کہہ رہا ہے کہ اس نے ایسا فعل کیا تھا' اور پھر بھاگ رہا تھا نبی مبارک علیہ السلام کے کان مبارک میں یہ بات پہنچتی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کس نے کہا تو اس شخص نے کہا حضرت کہا تو میں نے ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کو پتہ ہے کہ اس کی اتنی بڑی توبہ ہے کہ اگر ساری امت پر تقسیم کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ ساری امت کو معاف کر دے گا' اسلیئے کہ اس نے اپنے ایمان کے جذبے سے اپنے آپ کو پیش کیا ہے موت کیلیئے پیش کیا ہے اور بار بار یہی کہا کہ "طاہری یا رسول اللہ" اب جس کا یہ ایمان ہو' کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے جس کا یہ ایمان بنایا گیا ہو' میں نے اس کا حساب کتاب دینا ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جو فرمایا ہے وہ سچ فرمایا ہے وہ دوکانداری کے اندر بے ایمانی کیسے کر سکتا ہے وہ ملاوٹ کیسے کر سکتا ہے' وہ چوری کیسے کر سکتا ہے' وہ ذخیرہ اندوزی کیسے کر سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ دنیا کا نظام اس کے اندر برابر ہو گیا تھا۔

یہ عقائد اور عبادات پیش کر کے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور میں اگر حکومت سے گلہ کرتا ہوں تو اس بنیاد پر کرتا ہوں کہ اس کو مزید آگے بڑھاؤ۔ میں وہ نہیں ہوں کہ کہوں کہ بھئی اسلام کا نام کیوں لیا گیا ہے' میں اصغر خان نہیں ہوں' ولی خان نہیں ہوں' میں بزنجو نہیں ہوں' میں جتوئی نہیں ہوں' کہ میں یہ کہوں کہ مجھے چڑ یہ ہے (مداخلت.................)

قاضی عبداللطیف: حضرت ان کی ہمیشہ یہ عادت ہوتی ہے مداخلت کرنے کی۔ میں چیئرمین سے یہ گزارش کروں گا، کہ یہ مداخلت نہیں ہونی چاہیئے - - -

سردار خضر حیات خان: اگر مداخلت کرنی ہوتی تو آدھ گھنٹہ پہلے کورم کی بات کرتا۔

قاضی عبداللطیف: تو میں گزارش کروں گا کہ بہر حال میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو اسلام کا نام لے کر اس کی مخالفت کرتے ہیں، میں کہتا ہوں جو اس نے اسلام کیلئے کیا ہے ہم اس کے مشکور ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ آگے بڑھو اور اسے زیادہ آگے بڑھاؤ۔ و آخر الدعونا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

So, the House is adjourned to meet again tomorrow at 4.30 p.m.

[The House adjourned to meet again at four past thirty of the clock on Thursday, February 27, 1986]

PCPPI—2492(86)Senate—28-3-1988—300.